350

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम ...... खाइम कुमा ही केवलम

लेखक ...... राजा राम मोहन राय

प्रकाशन वर्ष 1905

आगत संख्या 356

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

350

350,U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جملہ حقوق محفوظ

برہمو کرپاہی کیولم

دنیا کے مہاتماؤں کے جیون چرتر کا سلسلہ

نمبر ۳

مہاتما راجہ رام موہن رائے

بانئے برہمو سماج و رہبر تہذیب و ترقئ ہند

مصنفہ

لالہ رگھوناتھ سہائے بی۔ اے ہیڈ ماسٹر یونین اکیڈمی
لاہور و جوائنٹ سکرٹری پنجاب برہمو سماج لاہور

۱۹۰۵ء

مطبوعہ سیوک پریس لاہور

تعداد جلد ۵۰۰ — قیمت ۴/

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فہرست مضامین

	صفحہ
سرورق	۱
فہرست مضامین	۱
نذر	۲
دیباچہ	۴-۱۰
باب اول۔ راجہ رام موہن رائے کی پیدائش وطن و خاندان	۱-۳
باب دوم۔ راجہ صاحب کا بچپن۔ تعلیم اور تربیت کی سیر	۴-۱۲
باب سوم۔ راجہ رام موہن رائے کا زمانہ ملازمت	۱۳-۱۹
باب چہارم۔ راجہ صاحب کا کلکتہ میں قیام۔ ہندوؤں اور عیسائیوں سے چھیڑ چھاڑ	۲۰-۲۷
باب پنجم۔ راجہ صاحب کی اصلاحیں	۲۸-۴۰
باب ششم۔ براہمو سماج کی قائمی	۴۱-۴۸
باب ہفتم۔ راجہ صاحب کی ولایت کی سیر و وفات	۴۹-۵۹
باب ہشتم۔ راجہ رام موہن رائے کی لیاقت و تصنیفات	۶۰-۶۳
باب نہم۔ راجہ صاحب کی چند بزرگیاں	۶۴-۷۵
باب دہم۔ چند برگزیدہ اشخاص کی راجہ رام موہن رائے کی نسبت رائے	۷۶-۱۰۴
باب یازدہم۔ خاتمہ	۱۰۵-۱۱۵
اصول برہمو دھرم	۱۱۶
فہرست کتب	۱۲۷-۱۲۸

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

350,U

نذر

میں نہایت شکرگذاری کے جذبہ سے اپنی اِس مختصر سی تصنیف کو اپنے معزز بھائی اور محسن اور مددگار لالہ روچی رام صاحب ساہنی ایم۔ اے پروفیسر گورمنٹ کالج لاہور و سکرٹری براہمو سماج لاہور کے نام نامی سے منسوب کرتا ہوں۔ پروفیسر صاحب موصوف کی مثال اور تحریک سے میں ۱۸۹۵ء میں پنجاب براہمو سماج کا ممبر ہوا تھا۔ اس احسان کو میں عمر بھر فراموش نہیں کرسکتا۔ علاوہ ازیں وہ لگاتار اپنے مفید مشوروں اور دیگر ذرایع سے پچھلے پندرہ سالوں سے میری امداد کرتے رہے ہیں اور میں اون کے احسانات کا صلہ کسی طرح ادا نہیں کرسکتا۔ پروفیسر صاحب راجہ رام موہن رائے پر بہت شردھا رکھتے ہیں اور راجہ صاحب کو ہندوستان کی مذہبی۔ مُلکی مجلسی اور علمی اصلاحوں کا بانی اور رہبر خیال کرتے ہیں اسلئے مَیں اپنی ناچیز کوشش کو اُن کے نام کیساتھ وابستہ کرنا اپنا فخر سمجھتا ہوں اور مجھے یہ اُمید ہے کہ جس شکرگذاری کے خیال سے مینے یہ ناچیز تحفہ اُن کی خدمت میں پیش کیا ہے وہ اُسے اپنی حسب معمول دریادلی سے قبول فرماکر مجھ ناچیز کو اور بھی مشکور فرمادیں گے ؎

گر قبول افتد زہے عزو شرف

میں ہوں آپ کا عزیز بھائی

رگھوناتھ سہائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیباچہ

مہاتما راجہ رام موہن رائے جی کی سوانح عمری اور اون کے ورکس یا کلیات کا بہت سا حصہ بنگلہ اور انگریزی زبان میں قلمبند ہوکر مشہور ہو چکا ہے اور جنکی امداد سے منشی نتھو رام نند صاحب نے ۱۸۹۳ء میں بزبان اردو ایک تین سو صفحہ کے قریب کی سوانح عمری لکھی ہے۔ مگر اُسکی قیمت پہلے دو روپیہ اور اب باوجود کمی کر دینے کے عہ ہونے کیوجہ سے بہت لوگ اُس کے مطالعہ سے محروم اور اِس مہاتما کی عظمت اور اُن کے حالات اور کام سے قریباً ناواقف ہیں۔ مگر ضرورت ہے کہ مہاپُرشوں کے حالات زندگی جہانتک ممکن ہو۔ ہر ایک خوانندہ شخص کو دستیاب ہوسکیں۔ کیونکہ انسان کا بہترین مطالعہ انسان ہی ہے اور جہاں ایک طرف انسان اپنی اندرونی قابلیت اور حالات کی موافقت کی بناء پر بیرونی پرکرتی اور موافق وناموافق۔ اچھی اور بُری دیگر گھٹناؤں سے بہت کچھ سبق اور تجربہ حاصل کرتا یا سیکھتا ہے وہاں دوسری طرف جن مہاپُرشوں نے جس جس لاین میں کچھ کام کیا اور اپنی غیر معمولی قابلیت کا ظہور دکھایا ہے اپنے ہی ایک ہمجنس کے کارنامے ہونیکی وجہ سے اُسکے لئے بہترین رہنما اور اپنی اپنی لاین میں مشکلات اور دقتوں کی اُلجھنوں میں پھنسے ہوئے شخص کیلئے ایک سہارا دینے والے کی آواز "بڑھے چلو۔ بڑھے چلو" کا تسکین وتشفی دینے والا خوشگوار نعرہ ہے۔

دُنیا میں انسان کی پیدایش کے بعد جب سے انسانیت کا آغاز ہوا ہے تب سے ہی انسانیت کے رہنما یا مہاپُرش بھی ظہور پذیر ہوتے رہے ہیں اور انہوں نے اپنے مقصد اور کام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی لائین میں حسب قابلیت اور اسوقت کے موجودہ حالات یا زمانہ کی رفتار کے مطابق انہوں نے انسانیت کو کم و بیش آگے کو یا ترقی کیطرف ہی دھکا دیا ہے۔ مگر تاہم سارے ہی مہارشی یکساں قابلیت کے نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی سب نے ہر ایک لائین میں یکساں غیر معمولی قابلیت دکھائی ہے اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ چند صدیوں پہلے اس دنیا کی سٹیج پر کام ختم کر کے چلا گیا ہو جو مہارشی اپنے بعد آنیوالے ہر ایک مہارشی سے ہر پہلو میں ادنٰے اور کمتر درجہ کی قابلیت والا تھا اور اسطرح جو مہارشیوں کے ظہور کے سلسلہ میں زمانہ۔ جگہ اور قابلیت وغیرہ اسباب نے جو کچھ حصہ لیا اور انہیں جیسا جیسا کچھ بنایا اور ظاہر کیا ہے وہ سب گویا انسانیت کی ایک گونہ زیر تکمیل تواریخ ہے اور جو لوگ کسی ایک فرقہ یا مذہب سے متعصبانہ طور پر جُڑ کر نہیں بلکہ ہر ایک مہارشی کی زندگی کے حالات کو اُوداریتا اور نظر تعمق و تحقیق سے مطالعہ کرتے ہیں اُنپر حسب قابلیت یہ راز کھلجاتا ہے کہ کس کس مہارشی کی زندگی کا کیا مقصد تھا اور اُنہوں نے اپنے مقصد میں کہاں تک کامیابی حاصل کی اور کسطرح وہ اپنے راستہ کی رکاوٹوں اور مشکلات پر غالب آسکے نیز کس فطرت اور درجہ کے لوگوں نے کیوں اُنکی مخالفت کی وغیرہ وغیرہ۔

اِن چند اوراق میں نہایت اختصار کیساتھ جس مہارشی کی زندگی کے حالات مندرج ہیں وہ بتلاتے ہیں کہ امور ملکی رموز اخلاقی اور روحانی قابلیت کے لحاظ سے وہ کس پایہ کے انسان تھے جتنی چھوٹی عمر میں اُنہوں نے فارسی۔ عربی اور سنسکرت میں اعلٰی درجہ کی قابلیت پیدا کی اور بعد میں جس سہولیت کیساتھ اور معمولی طور پر چھ سات زبانوں کے بہت اچھے ماہر ہوگئے یہانتک کہ انکی تحریر دیکھکر اہل زبان تک کو کہنا پڑا کہ اگر فلاں تحریر پر آپکا نام نہ ہوتا تو ہم اسے کسی انگریز کی تصنیف سمجھتا " یہ واقعات اس مہارشی کی نہایت اعلٰی غیر معمولی ذہنی اور دماغی قابلیت کا ثبوت ہیں۔ ملکی امور کی اصلاح کے پہلو میں قریباً ایک صدی پہلے اُنہوں نے جو کچھ لکھا ہے آج بڑے سے بڑا پولیٹیکل حقوق کا خواہاں اور ہندوستان کا خیر خواہ اس سے زیادہ لکھنے کیلئے کوئی نئی وجوہات یا دلیل نہیں پاتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنے ملک کے بھلے کیلئے انہوں نے انگریزی زبان کی تعلیم کے متعلق کوششیں کیں اور خود ایک کالج کی بنیاد ڈالی اور جب یہ معلوم کیا کہ بعض متعصب لوگ کالج کمیٹی میں اُنکا نام ہونیکی وجہ سے ہی نہیں کہ کچھ امداد نہ دینگے بلکہ اُلٹا بگھڑ بیٹھینگے تو فوراً بلا کسی پس و پیش کے اپنا نام وہاں سے نکال ڈالا مگر اُسکے کام میں پوری طرح سے امداد دیتے رہے کہ جو انکے خودی کے تیاگ کی بہت بڑی اور پاک مثال ہے اور جو لوگ صرف نام اور عزت وغیرہ کو لیکر کسی پاک کام کو کرنا شروع کرتے ہیں اور جہاں اور جب انکی اس خودی کی خواہش کی سیری نہیں ہوتی وہیں اُلٹا اُسکام کے مخالف بنجاتے ہیں یہ مثال بمقابلہ ایسے لوگوں کی فطرت سے راجہ رام موہن رائے کے سبھاؤ کو کتنا اونچا اور اعلےٰ ثابت کرتی ہے قاعدہ ہے کہ کسی ایک ہی جگہ اور ایک ہی وقت میں دو چیزیں نہیں سما سکتیں۔ اور ایک کے نکلنے کے بعد ہی دوسری کا اُس جگہ داخل ہونا ممکنات سے ہے۔ کسان بھی غلہ کی کاشت سے پہلے قلبہ رانی کے ذریعہ پہلے سے پیدا شدہ گھاس پھوس کو اکھاڑتا ہے پس روحانی کاشتکار اس اصول سے کب مستثنےٰ ہو سکتا ہے چنانچہ اُن دنوں بنگال میں ہندوؤں کے دلوں پر بت پرستی کا بہت بڑا تسلط تھا اور اسلئے بہت ہی بڑے بت شکن کی ضرورت بھی تھی۔ پس لوگوں کے دلوں کی سرزمین کو خدا پرستی کیلئے تیار کرنے کی غرض سے شروع شروع یعنے ۱۶ برس کی عمر میں اس مہاپرش نے بت پرستی کے برخلاف ایک کتاب لکھی اور پھر وقت آنے پر اس کام کا سلسلہ بحث مباحثوں اور کتب و رسالوں وغیرہ کے لکھنے کے ذریعہ جاری رکھا۔ اور اس پہلو میں صرف ہندوؤں بلکہ حسب ضرورت عیسائیوں وغیرہ کے ساتھ بھی چھیڑ چھاڑ جاری ہوئی کہ جسکو اُنہوں نے نہایت خوبی اور مضبوط دلائل کے ذریعہ بہت عمدہ طور پر پورا کیا۔

مہاتما راجہ رام موہن رائے میں ایک بہت بڑی خوبی اور غیر معمولی پاک خوبی یہ بھی تھی کہ وہ کسی مذہب کے ہادی اور کتب مقدسہ کی ہی نہیں کہ توہین نہیں کرتے تھے بلکہ ہمیشہ اُن کا نام بڑے ادب سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ساتھ لیتے تھے اور بات چیت اور بحث مباحثوں کے وقت فریق ثانی کو اُسی کی مسلمہ کتاب مقدس کے بچنوں کے حوالوں اور دلیلوں سے معقول طور پر قایل کر کے راہ راست پر لاتے اور توحید کا سبق سکھاتے تھے - چنانچہ جب اُنہوں نے پادری لیڈم صاحب کو انجیل سے ہی تثلیث کا نہ ثابت ہو سکنا ذہن نشین کرا دیا تو وہ یونی ٹیرین بن گئے - بڑے سے بڑے دنیاوی لالچ کے ذریعہ امر حق سے پھرنا یا تجاوز کرنا اُن کے لئے ایک ناممکن امر ہی نہ تھا بلکہ جو بظاہر بڑے بڑے لوگ اس قسم کے وسایل سے کام لیکر بعض لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اُن کا وہ مرتبہ اور عزت بھی رام موہن رائے کی نظروں میں نہایت حقیر بنجاتا تھا - چنانچہ جب عیسائیوں سے بحث مباحثہ کے زمانہ میں کلکتہ کے بشپ صاحب نے انکو مدعو کر کے اثناء گفتگو میں اُنہیں عیسائی ہو جانے اور اس ذریعہ سے ترقی اور عزت حاصل کرنے کا لالچ دیا - تو پھر وہ اپنی اندرونی فطرت کے تقاضے کی مطابق اُن بشپ صاحب سے آئندہ کبھی نہ ملے -

ستی یا دوسرے لفظوں میں عورتوں کے زندہ جلائے جانیکی بھیانک رسم کے مسدود کئے جانیکے لئے مرگھٹوں میں جا کر لوگوں کو سمجھانا اور اُن کیطرف سے گالیاں کھانا تکلیفیں اُٹھانا اور یہ سب کچھ برداشت کرنے پر بھی کامیابی نہ دیکھ کر اوس رسم کے برخلاف اخباروں میں مضمون اور کتابیں لکھنا حتے کہ قانون پاس کرا کر چھوڑنا اُن کی بہت بڑی رحم دلی کی ایک نہایت زبردست شہادت ہے -

مذکورہ بالا سب پاک کام کہ جو ملکی بھلائی اور اخلاقی درستی اور غلط سنسکاروں اور توہمات سے پُر مذہبی رسوم و رواج کی بیخکنی کے متعلق تھا اُنکی نہایت اعلےٰ اور غیر معمولی قابلیتوں کا بہت بڑا ثبوت ہے - مگر اسکے علاوہ اُن کا سب سے بڑا اور پاک روحانی کام برہمو سبھا کا قایم کرنا ہے کہ جو بعد میں برہمو سماج کے نام سے نامزد ہو کر ملک کے مختلف حصوں میں کام کر رہی ہے -

کون نہیں جانتا کہ ایک مذہب دوسرے مذہب کے خلاف نہایت نامناسب اور ناموزوں ہی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں، بلکہ بہت زیادہ ہتک اور تحقیر آمیز الفاظ میں تحریر یا تقریر کے ذریعہ ایکدوسرے کی تخریب کے درپے تھا اور ابھی تک بھی ہے اور حتے الوسع اپنے مذہب کو سچا اور خدا کی طرف سے نازل ہوا ہوا اور باقی تمام کو جھوٹا اور مُفتری بتلا کر انکے اصُول اور ہادیوں اور بزرگوں تک کی ناپسندیدہ طریق پر تحقیر اور بےعزتی کرتا ہے۔ راجہ رام موہن رائے نے مروجہ مذاہب کی کُتب مقدسہ کو انکی اصلی زبانوں میں پڑھا اور انکی ہی تعلیم کی بناء پر مگر مختلف راستوں سے ایک ہی مرکز یعنے خدا کی طرف جاتے ہوئے سب کُتب مقدسہ اور ہادیوں کے میلان کو معلوم کیا مگر اُن کے پیروؤں کے باہمی لڑائی جھگڑے اور متعصبانہ برتاؤ دیکھ کر اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کو ناحق تکلیف دیتے ہوئے پا کر انکا مصلح کُل دل دیا کدل اُن مرغوب نظاروں سے متاثر ہو کر ایک ایسی دھارمک سوسائٹی کی بنیاد ڈالنے کیلئے مجبور ہوا کہ جسمیں جملہ مذاہب کے لوگ شامل ہو کر بھی اس برہمانڈ کے مالک اور تمام پاک تعلیم اور ظہوروں کے مظہر کی اجمالی اور احسن طریق پر پوجا اور عبادت کر سکیں۔ چنانچہ اس مطلب کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے جو مندر بنایا اُسکے ٹرسٹ ڈیڈ (قبالہ) میں جو اغراض مقاصد چند دفعات میں لکھے گئے ہیں اور جنکو ناظرین براہمو سماج کی قائمی کے باب میں پڑھیں گے۔ اُنسے اس امر کی بخوبی تصدیق ہو سکتی ہے اُسمیں ایکدفعہ میں لکھا ہے کہ "اُسمیں (مندر میں) کسی مذہب یا فرقہ کے معبود کی تقریر یا بھجن میں نندا یعنے برائی نہ کیجاویگی"۔

مہاپُرشوں کے متعلق چھوٹائی بڑائی وغیرہ کی بناء پر درجات مقرر کر کے کسیکو اعلےٰ اور کسیکو ادنے درجہ کا ثابت یا ظاہر کرنا بھی جھگڑوں کی بنیاد ڈالنا ہے۔ کیونکہ کوئی فرد بشر بھی اپنے ہادی کو کسی دوسرے سے کم پایہ یا رُتبہ کا خود خیال کرنا تو ایک طرف رہا سُننا تک بھی پسند نہیں کر سکتا تاہم یہ صحیح ہے کہ مہاپُرشوں میں بھی کسی پہلو میں کچھ کمزوریاں اور بہت سے پہلوؤں میں بدرست خوبیاں ہوتی ہیں کہ جنکی بناء پر ہی وہ انسانیت کے آسمان پر اپنی چمک یا جلال سے روحانی طور پر چھوٹے بڑے ستارے کہے جا سکتے ہیں اور جیسے سب ہی چھوٹے بڑے ستارے اپنی شمولیت سے رات کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گھٹاٹوپ اندھیرے کو کچھ نہ کچھ روشن بنا دیتے ہیں حصہ لیتے اور اپنے روشنی داتا سورج کے قیام اور پرکاش کا پتہ دیتے ہیں ویسے ہی یہ روحانی ستارے بھی جس سورجوں کے سورج مہاں سورج سے روشنی حاصل کرتے ہیں اُن کے لاانتہا جلال کا اپنی چھوٹی بڑی ہستیوں سے پتہ دیتے ہیں جہاں راجہ رام موہن رائے بھی اُنہیں ستاروں میں سے ایک پُرجلال اور روشن ستارہ ہیں کہ جن کی روشنی انسانیت کے قریباً ہر ایک پہلو پر پڑتی ہے اور قبول کیے جانے کی صورت میں اُسے منور کرنے میں بہت بڑا حصہ لیتی ہے کہ جو اس کتاب کے مختصر بیان سے بھی ناظرین کو معلوم ہو سکے گی۔ اور اسی بنا پر مشہور فاضل رومیش چندر دت صاحب نے اونہیں جگ پر بہ تک اور اس زمانہ کے آغاز کو رام موہن رائے جگ کے نام سے منسوب کیا ہے۔

میری دلی خواہش ہے کہ میرے بہت سے ہموطن اپنے ملک اور اپنی قوم کے بہت بڑے محسن اور انسانیت کی ہر پہلو سے ترقی اور بہتری کے بہت بڑے بہی خواہ کے نقش قدم پر چل کر اور اُس کے سمجھائے یا نشان دیئے ہوئے روحانی شاہراہ یا برامھو دھرم کی تعلیم سے فایدہ اُٹھا کر اپنا حقیقی روحانی بھلا کر سکیں۔

اگرچہ لالہ نتھو رام نند کی تین سو صفحہ کی اردو سوانح عمری اور انگریزی و بنگالی زبانوں میں راجہ رام موہن رائے کی چند سوانح عمریں موجود ہیں مگر میری یہ خواہش تھی کہ میں ایک مختصر سی کم قیمت سوانح عمری اپنے اردو دان بھائیوں کے ہاتھ میں دوں۔ مس کالٹ صاحبہ نے جو کچھ عرصہ ہوا راجہ صاحب موصوف کی ایک نہایت مستند سوانح عمری لکھی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں نے اُس سے بھی بہت کچھ فایدہ اُٹھایا ہے اور واقعات کی صحت کی ہے۔

میں جانتا ہوں کہ جس قدر خوبی کے ساتھ اِس مہاپُرش کے پاک اور عجیب زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرنی چاہیئے تھی وہ میں اپنی خرابی صحت۔ عدم فرصتی و نیز کم لیاقتی کے سبب نہیں کر سکا ہوں جس کے لئے میں معذوری کا خواستگار ہوں۔

میں شرد ہے پرکاش دیو جی پرچارک براہمدھرم کا از حد مشکور ہوں جنہوں نے مجھے بہت سی ہدایات اس کتاب کے بارے میں دی ہیں اور جِن سے مایوسی کی حالت میں مجھے بہت مدد ملتی رہی ہے۔ یہاں میں اپنے بزرگ دوست پنڈت گردھر رائے بشنواسی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے دیباچہ تیار کرنے میں بہت مدد دی ہے۔

۲۴۔ نومبر ۱۹۰۵ء } رگھوناتھ سہائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سوانح عمری راجہ رام موہن رائے

باب اول

راجہ رام موہن رائے کی پیدائش وطن و خاندان

جبکہ ہندوستان میں نہایت تاریکی کا زمانہ تھا اور ملکی و سوشل انتظام میں سخت گڑبڑ مچی ہوئی تھی اور انگریزوں نے اپنا سکہ بٹھانا شروع کیا تھا تو بنگال کے ضلع ہگلی کے قصبہ رادھا نگر میں* ۱۷۷۴ء میں ایک روشنی چمکی۔ جس نے تمام ملک میں تہلکہ مچاکر یورپ اور امریکہ تک

*نوٹ - بعض ۱۷۷۲ء کہتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنی شعاعیں پہونچائیں۔ یہ روشنی مہاتما راجہ رام موہن رائے بانی برہمو سماج کا پاک وجود تھی۔ اِن مہاتما کے آبا و اجداد اعلےٰ النسل کے کلین برہمن تھے اور اپنے پوجا پاٹھ کی وجہ سے بڑے دھرماتما اور معزز خیال کئے جاتے تھے مگر راجہ رام موہن رائے کے بزرگ کرشن چندر بنرجی نے اپنا آبائی کام چھوڑ کر شہنشاہ اورنگزیب کے عہد میں نواب مرشد آباد کے ہاں نوکری اختیار کر لی تھی اور حسن خدمات کی وجہ سے رائے کا خطاب حاصل کیا تھا۔ اور اِس وقت سے یہ خاندان رائے خاندان کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔ کرشن چندر بنرجی کا سب سے چھوٹا بیٹا برج بنود بڑا عابد اور پارسا تھا۔ اُس کو فلاح عام کا خیال بہت تھا اور یہ نواب سراج الدولہ کے عہد میں اچھے اچھے عہدوں پر ممتاز رہا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد اُس کی نواب کے ساتھ اَن بَن ہو گئی۔ اور اُس نے نوکری سے مستعفی ہو کر خانہ نشینی اختیار کی۔ راج بنود رائے کے سات بیٹے تھے اور پانچواں بیٹا رام کانت رائے نہایت سعادتمند اور فرمانبردار لڑکا تھا اِس نے اپنے باپ کے اقرار کے بموجب شام بھٹا چارج کی بیٹی تارنی بائی سے شادی کی اور اِس نیک سیرت اور پاک عصمت عورت کے بطن سے رام موہن رائے پیدا ہوئے تارنی بائی بڑی پارسا عورت تھیں اِن کے باپ کا مذہب شاکتک تھا۔ مگر بائی جی نے سسرال میں جا کر بشنوی مت اختیار کر لیا تھا ان کی دینداری اور پرہیزگاری اس درجہ کی تھی کہ اپنی ضعیفی کی حالت میں ہزار قسم کی مشقتیں برداشت کر کے جگناتھ جی کے درشنوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو گئیں اور آخر وقت تک وہیں رہیں۔ یہ ایسی ہردلعزیز اور شیریں کلام تھیں کہ سب لوگ انہیں پھول ٹھاکرانی کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ ایسی نیک ماں کی صفات بھلا کب اولاد پر اثر کیے بغیر رہ سکتی ہیں۔ چنانچہ راجہ رام موہن رائے کی رادھا گوبند دیوتا پر نہایت شردھا ہو گئی تھی اور وہ دن رات اون کے چرنوں میں لوٹا کرتے تھے۔ راجہ رام موہن رائے کے باپ رام کانت رائے نے کچھ دن تو نواب مرشد آباد کی ملازمت کی۔ مگر جب ریاست کی طرف سے ان کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ نہ ہوا تو یہ بھی کنارہ کش ہو کر رادھا نگر میں مقیم ہوے۔ اور گذارہ کے لئے بردوان کے راج میں چند گاؤں کا اجارہ لے لیا۔ اور کہتے ہیں کہ اس وجہ سے ہمیشہ راجہ بردوان سے ان کی چھیڑ چھاڑ رہتی تھی۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک دفعہ راجہ رام موہن رائے نے اوائل عمر میں راجہ بردوان کے مونہہ پر خوب دلیرانہ طور پر ان کی بدسلوکیوں کا اظہار کیا تھا۔ راجہ رام موہن رائے کے ایک بہن بھی تھی۔ جس کا ایک لڑکا گورداس مکرجی تھا۔ یہی پہلا شخص تھا جو اس خاندان میں سے راجہ رام موہن رائے کا ہم خیال بنا۔

ان کے باپ کے ایک اور بیوی بھی تھی۔ جس سے رام لوچن نامی ایک لڑکا تھا۔ مگر اپنی لیاقت و سمجھ کی وجہ سے تارنی بائی جی ہی گھر کی مالک سمجھی جاتی تھیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باب دوم

راجہ صاحب کا بچپن تعلیم و تربیت کی سیر

بمصداق اِس کے کہ ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات ابتدا ہی میں راجہ صاحب کی ذہانت اِس بلا کی تھی کہ دیکھ دیکھ کر لوگ عش عش کرتے تھے اون کی یادداشت کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ جس بات کو پڑھ لیتے تھے وہ پھر گویا نقش کالحجر ہو جاتی تھی۔

جب راجہ رام موہن رائے کی عمر پانچ چھ سال کی ہوئی تو خاندان کے دستور کے موافق ان کو ایک پاٹھ شالا میں بٹھلایا گیا اور جب بنگالی زبان میں اچھی مہارت حاصل کر لی تو اُنہیں ایک لائق مولوی کے پاس مکتب میں بھیجا گیا۔ کیونکہ اِس وقت فارسی دربار کی زبان تھی۔ اور اِس کے سوا کوئی شخص اُس زمانہ میں فروغ نہیں پا سکتا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے فارسی میں گنے دنوں ہی میں اچھی لیاقت حاصل کر لی۔ اور اُنہیں صوفی فلسفہ کی بڑی چاٹ لگ گئی۔ چنانچہ مولانا روم۔ شمس تبریز اور حافظ کی تصنیفات نے اُن کے دل پر بڑا بھاری اثر کیا اور پہلے پہل اون کے دل میں وحدانیت کا خیال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انہیں کتابوں کے مطالعے سے پیدا ہوا - فارسی کی تکمیل کے لئے یہ ضروری تھا کہ عربی میں بھی استعداد حاصل کی جائے چنانچہ نو یا دس برس کی عمر میں وہ عربی کی تعلیم کے لئے پٹنہ بھیجے گئے پٹنہ اُس وقت عربی اور فارسی کے علوم کا گویا مخزن تھا - وہاں جاکر جب عربی میں خاصی قابلیت پیدا کر لی تو قرآن شریف کا مطالعہ شروع کیا اس کی وحدانیت کی تعلیم دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے اور بُت پرستی کے سخت مخالف ہو گئے اور وحدہ لاشریک کے مسئلہ کا خیال اُن کی رگ رگ میں گھس گیا چنانچہ براہمو سماج مذہب محمدی کا تہ دل سے مشکور رہے - کیونکہ اوسکے مطالعہ اور تعلیم سے اس کے بانی نے وہ اصول سیکھے جن کی بناء پر آخرش براہمو سماج کی عمارت کھڑی کی گئی -

غرض اس طرح دو سال میں منجملہ اور کتابوں کے اقلیدس اور ارسطو کی کئی کتابیں پڑھ کر راجہ رام موہن رائے واپس رادھانگر آئے گو اب فارسی - عربی اور بنگالی زبان میں پوری مہارت حاصل کر چکے تھے پر نانا کے خاندان کے بموجب یہ ضروری بات تھی کہ سنسکرت کی تعلیم بھی حاصل کریں - چنانچہ بارہ ۱۲ برس کی عمر میں اُن کے والد بزرگوار رام کانت رائے نے اُن کو بنارس بھیجدیا - اور تھوڑے ہی عرصہ میں اُنہوں نے سنسکرت کی بہت سی اعلےٰ درجہ کی کتابیں پڑھ ڈالیں توحید کا سبق تو وہ پہلے ہی اہل اسلام کی کتابوں میں پڑھ چکے تھے اب ہندو شاستروں سے بھی اُنہوں نے برہم گیان یعنے معرفت آلہی کے اصول سیکھے - تارنی بائی جیسی دھرم بھاؤ رکھنے والی ماتا کی گود میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پرورش پاکر یہ کب ممکن ہو سکتا تھا کہ بچوں میں دینداری کا خیال پیدا نہ ہو۔ چنانچہ اپنے گرہ دیوتا (گھر کے دیوتا) رادھا گوبند پر رام موہن رائے ایسے فدا ہو گئے کہ گھنٹوں اون کے قدموں میں لوٹا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب تک وہ بھاگوت گیتا کا ایک ادھیائے نہ پڑھ لیتے پانی تک نہ پیتے تھے۔ اوائل عمر میں ہی بیراگ کا خیال اُن کے ایسا ذہن نشین ہو گیا تھا کہ وہ ایک دفعہ چودہ[14] سال کی عمر میں سنیاسی بننے کو آمادہ ہو گئے مگر اپنی ماں کی منت سماجت سے وہ اس ارادہ سے باز رہے۔ مختلف مذہبی کتابوں کے مطالعہ سے یہ دھرم بھاؤ آہستہ آہستہ مضبوط ہوتا گیا چنانچہ اون کو یہ پختہ یقین ہو گیا کہ مروجہ مذہب بالکل ڈھکوسلا ہے اور بہت سے موجودہ رسم و رواج جہالت اور لاعلمی پر مبنی ہیں۔ ان خیالات کو دیکھ کر اُن کا باپ بڑا گھبرایا اور اپنی تمام محنت رائیگاں جاتے دیکھ کر کف افسوس ملنے لگا۔ اس وقت تک راجہ رام موہن رائے کی عمر سولہ[16] برس کی ہو چکی تھی اور اب انہوں نے بت پرستی کے خلاف ایک کتاب لکھی اور لوگوں کو دکھلائی چونکہ یہ کتاب چھپ نہ سکی تھی اس لیے اُس وقت عام طور پر مشہور نہ ہو سکی جب یہ خبر اون کے باپ کو پہونچی تو وہ بڑا افروختہ ہوا اور اُن کو بہت سخت سُست کہا۔ مگر راجہ رام موہن رائے کب ایسی دھمکیوں کو خیال میں لاتے تھے اُنہوں نے تو بت پرستی کو کالعدم کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ خیر کچھ روز تو گذر رہے۔ مگر مخالفت اس قدر بڑھتی جاتی تھی کہ اُس ماں کو جس نے آخر میں یہ کہا کہ اے رام موہن اگرچہ مت تیرا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہی ٹھیک ہے۔ مگر میں اب بوڑھی ہوں اب اپنے پرانے طریق کو چھوڑ نہیں سکتی۔ اب رام موہن رائے کا ایک دم بھی گھر میں رہنا دوبھر معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ دھرم کرم میں ایسی پکّی تھیں کہ رام موہن رائے کے خیالات کو ہرگز برداشت نہ کر سکتی تھیں۔ ایسے وقت میں جبکہ چاروں طرف دشمن ہی دشمن نظر آتے تھے ایک ۱۶ سولہ برس کے لڑکے کے لئے ایسے حالات میں بُت پرستی کے برخلاف ایک رسالہ لکھنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ بنگال کا کٹّا پن اور قدامت پسندی تو مشہور رہے ہی اور پھر ایسے زمانہ میں جبکہ ہندوؤں کے مروجہ رسم و رواج کے برخلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالنا گویا موت تھی۔ پر یہ بیشتر مرد اور ہی قماش کے آدمی تھے۔ ست دھرم کی اگنی ان کے دل میں جل رہی تھی۔ لوگوں کی گیدڑ بھبکیوں سے کب ڈرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے جب دیکھا کہ ماں باپ کو یہ منظور نہیں کہ وہ گھر میں رہیں۔ فوراً گھر چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے نہ انہیں سردی کا ڈر تھا نہ گرمی کا فکر اپنے ہی خیال میں مست تھے چنانچہ بہت عرصہ تک ہندوستان کے مختلف مقامات کی سیر کی اور مذہبی تحقیقات کرتے رہے۔ شروع میں ہی انکے دماغ میں انگریزوں کی طرف سے ایک تعصّب سما گیا تھا۔ کیونکہ ہمیشہ نوابوں کے تعلقات کے سبب انگریزوں کے برخلاف ہی باتیں سُنی تھیں۔ یہ تعصّب آخر ایسی گہری محبت میں بدل گیا کہ تا دم زیست انگریزوں کی سلطنت کے ہندوستان میں قیام بہتری کی تجاویز سوچتے رہے اور سرکار انگریزی کی خیر خواہی کا دم بھرتے رہے اس لمبے چوڑے سفر میں انہوں نے گورو نانک۔ کبیر۔ اور دادو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وغیرہ کے شششیوں سے ملاقات کی اور ان مہاتماؤں کی کتابیں پڑھکر اُنکی عالمگیر تعلیم کو ہضم کیا۔

کچھ عرصہ کے بعد ان کا یہ ارادہ ہوا کہ ہندوستان سے کہیں آگے چلیئے۔ چنانچہ وہ کوہ ہمالہ کو عبور کرکے تبّت میں پہونچے۔ اسکے دو سبب بیان کئے جاتے ہیں ایک تو یہ کہ اُن کو انگریزی سلطنت سے شروع میں ہی نفرت تھی۔ دوم وہ بدھ مذہب کی تحقیقات اُس کی زندہ مثالوں کا مطالعہ کرکے کرنا چاہتے تھے۔ اس جہالت کے زمانہ میں ایک کم سن لڑکے کا تن تنہا پہاڑوں اور جنگلوں کی تکالیف برداشت کرکے تبّت میں جانا کیسا خطرناک تھا۔ مگر راجہ رام موہن رائے نے انباتن کی قطعی پرواہ نہ کی اور آخر طرح طرح کی مشقتیں جھیلتے ہوئے وہ تبّت پہونچے اور اوّل وہاں کی زبان سے واقفیت حاصل کی اور پھر بدھ مذہب کی تحقیقات شروع کی۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ تبّت کے لوگ لاما گرو کی پوجا کرتے ہیں اور اُسے سرشٹی کا کرتا سمجھتے ہیں اور اُن کے خیال میں وہ مرتا نہیں بلکہ چولا بدلتا رہتا ہے۔ اس خیال کو دیکھ کر بھلا راجہ صاحب سے کب خاموش رہا جاتا تھا۔ یہ تو بُت پرستی اور آدم پرستی کے جانی دشمن تھے وہاں بھی مخالفت کا جھنڈا کھڑا کر دیا۔ اور کھلم کھلا اس خیال کی لغویت ظاہر کرنے لگے تبّت والوں نے ان کو آزار دینا شروع کیا اور طرح طرح کی اذیتیں پہونچائیں مگر تبّت کی عورتوں کا دل ان کی اس بیکسی کی حالت کو دیکھ کر بھر آیا اور اُنھوں نے ان کی ہر طرح پر حمایت کرنی شروع کی۔ کہتے ہیں کہ اُس وقت راجہ صاحب کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دل پر عورتوں کے اس سلوک نے اتنا اثر کیا کہ راجہ صاحب نے اپنے دل میں عہد کر لیا کہ میں ہمیشہ عورتوں کی ترقی اور بہبودی میں کوشش کرتا رہوں گا۔ جیسا کہ اُن کے آئندہ حالات سے معلوم ہوگا اغلب ہے کہ راجہ صاحب نے تبت کے علاوہ اور ممالک کی بھی سیر کی ہو۔ مگر اسکی بابت کوئی مستند بیان نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ رسالے جن میں انہوں نے اپنے سفر کے مفصل حالات لکھے تھے اب دستیاب نہیں ہوتے۔

اب اُن کے ماں باپ کا حال سنئیے۔ انہوں نے اپنے لخت جگر کو مذہبی جوش میں آکر اور لوگوں کے کہنے سُننے پر نکال تو دیا۔ مگر محبت کب جوش مارے بنا رہ سکتی تھی۔ جب لڑکے کی جدائی سے بیتاب ہوئے تو چاروں طرف رام موہن رائے کی تلاش میں آدمی روانہ کئے جو پتہ لگاتے لگاتے تبت پہونچے اور وہاں سے اون کو واپس لائے لڑکے کے آنے پر ماں باپ کی خوشی کا کیا ٹھکانا تھا۔ اُن کے باپ نے کہا جیسا راجہ جسرتھ کو رامچندر کی جدائی کا دکھ ہوا تھا۔ ویسا ہی رنج مجھے اپنے رام کی علیحدگی سے ہوا ہے۔ اب راجہ صاحب پھر اپنے ماں باپ کے گھر رہنے لگے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب وہ بچے ہی تھے تو اُن کے پتا نے اُن کی شادی کر دی۔ مگر چونکہ وہ لڑکی اوائل عمر میں ہی فوت ہوگئی اسلئے اِن کے باپ کو ایک اور فکر دامنگیر ہوا اور اس نے ۹ برس کی عمر میں اُن کی پھر شادی کی اور ایک سال ابھی گذرنے بھی نہ پایا تھا کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک اور شادی بھی کر دی۔ ناظرین حیران ہوں گے کہ دو شادیوں کے کیا معنے۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے اچھی طرح بنگال کی اُس زمانہ کی سوشیل حالت کا مطالعہ کیا ہے جانتے ہیں کہ اُس وقت اعلیٰ خاندانوں کے لڑکوں کی (خصوصاً کلین برہمنوں میں) دو کیا بلکہ بیس۲۰ بیس۲۰ اور تیس۳۰ تیس۳۰ شادیئیں معمولی بات تھی۔ اِس حالت میں تو تعجب ہے تو یہ ہے کہ ایسے عالی خاندان کے کلین برہمن کی صرف دو ہی شادیئیں کیوں ہوئیں۔

ابھی تک راجہ رام موہن رائے کی سنسکرت کے مطالعہ سے طبیعت سیر نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ گھر پر آتے ہی پھر سنسکرت کے پیچھے پڑ گئے۔ اور وید۔ اُپنشد و دیگر شاستر سب چھان ڈالے اور آخر سنسکرت کے سمندر میں سے بھی اُنہوں نے ایشور کی وحدانیت کا وہی امرت نکالا جو پہلے وہ قرآن شریف سے حاصل کر چکے تھے اور پھر وہی مخالفت کا بازار گرم ہو گیا۔ باپ کا خیال تھا کہ اس کا بیٹا چار سال تک دھکے کھا کر سیدھا ہو گیا ہو گا۔ مگر خود غلط بود آنچہ من پنداشتم کا معاملہ ہوا۔ کئی دفعہ راجہ رام موہن رائے کا باپ سے بحث مباحثہ ہو جاتا اور اُن کے باپ اُنہیں اکثر خوب بُرا بھلا کہا کرتے۔ جب راجہ صاحب اپنے اعتقاد سے باز نہ آئے تو پھر اُن کے باپ کو چھاتی پر پتھر رکھ کر اُنہیں دوبارہ گھر سے باہر نکال دینا پڑا۔ مگر اِس دفعہ اتنی مہربانی کی کہ کبھی کبھی اُن کے گذارہ کے لئے کچھ بھیجا کرتے تھے۔

مس کالٹ صاحبہ جنہوں نے راجہ صاحب کی انگریزی سوانح عمری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بہت چھان بین کے بعد لکھی ہے - اپنی کتاب میں فرماتی ہیں کہ مذہبی معاملات پر راجہ رام موہن رائے کی اپنے پتا سے اکثر بات چیت ہوا کرتی تھی۔ جس میں پہل اِن کے پتا کی طرف سے ہوا کرتی تھی۔ راجہ رام موہن رائے بہت متانت سے اُن کے دلایل کو رد کرتے تھے۔ کچھ دیر تو اُن کے پتا بہت صبر کے ساتھ اُن کی تقریر سُنتے - مگر پھر بھڑک اُٹھتے اور کہا کرتے کہ جو دلیل میں دیتا ہوں تو میری مخالفت کی غرض سے کنیتو (لیکن) کہہ کر برخلاف دلیل دے کر اُسکو کاٹ دیتا ہے۔ جب اُن کے خیالات میں بہت بڑا اختلاف ہو گیا تو راجہ رام موہن رائے کے لئے یہ ناممکن ہو گیا کہ ایک ہی گھر میں پتا کے ساتھ رہ سکیں - چنانچہ پندرہ برس کی عمر میں گھر چھوڑ دیا - اس کے بعد دو یا تین برس وہ تبت میں رہے اور وہاں سے واپس آکر اُنہوں نے بنارس میں رہایش اختیار کی جہاں اونہیں ہندو شاستروں کا مطالعہ کرنے کے لئے بہت اچھا موقع مِلا اور اُسی وقت اُنہوں نے گرہست کی زندگی شروع کی اور سنہ ۱۸۰۲ء میں اُن کا پہلا لڑکا رادھا پرشاد پیدا ہوا - اُس وقت اُنہیں تبت سے واپس آئے سات برس ہو چکے تھے پورے طور پر یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے کہ بنارس میں اتنا عرصہ کس طرح گذارہ گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ غالباً انہوں نے سنسکرت کتابوں کے قلمی نسخے نقل کر کے بُری بھلی طرح اپنا پیٹ بھرا ہوگا سنہ ۱۸۰۳ء تک جب اُن کے پتا کا دیہانت ہوا وہ غالباً بنارس میں رہتے تھے - پتا کے دیہانت کے وقت وہ اُن کے پاس موجود تھے اور اُنکے پتا ایسے بشواس اور پریم سے رام رام کہتے تھے کہ راجہ رام موہن رائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نے ایڈم صاحب سے خود کہا کہ یہ ناممکن تھا کہ ان کے لبشواس کی مضبوطی اور اُن کے پارسائی کے جوش کی عزت نہ کی جاتی۔

اُن کے پتا کی وفات کے بعد اُن کا بھائی جگمن موہن جائیداد کا وارث بنا اور راجہ رام موہن رائے کو باپ کی جائیداد سے کچھ حصّہ نہ ملا۔ جیسا کہ اُنھوں نے خود راجہ بردوان کے مقدمہ کی شہادت میں بیان کیا۔

باب سوم

راجہ رام موہن رائے کا زمانہ ملازمت

چونکہ راجہ صاحب کو یہ بات نہایت ناگوار گذرتی تھی کہ باپ سے روپیہ لے کر اُن کے مذہب کا کھنڈن کریں چنانچہ اُن کو خیال آیا کہ سرکاری ملازمت اختیار کر کے اپنا گذارہ کریں اور اسی خیال سے اُنھوں نے اپنے والد کی وفات پر اُن کی جائیداد کے حصّہ کی کچھ پرواہ نہ کی اپنے ہاتھ کی کمائی پر ہمیشہ بھروسہ رکھتے تھے غرض سنہ ۱۸۰۰ء میں اُنھوں نے ملازمت کا ارادہ کیا۔ اُنکی بڑی بیباک اور آزاد طبعیت تھی اس لئے وہ اس بات سے جھجکتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ اُن کے ساتھ بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انگریزوں کی طرف سے ایسا ہی سلوک ہو۔ جیساکہ اُس وقت اور ہندوستانیوں کے ساتھ ہوتا تھا۔ وہ شروع شروع کا زمانہ تھا اور بعضے کم ظرف انگریز ہندوستانیوں کو گویا اپنا زرخرید غلام سمجھتے تھے مگر راجہ صاحب کی بے دھڑک طبیعت ہرگز اس سلوک کو گوارا نہ کر سکتی تھی۔ چنانچہ جب کلکٹر ناگپور کے پاس اُنہوں نے ملازمت کیلئے ایک درخواست گذاری تو ساتھ ہی ایک اور عرضی بھی دی۔ جسمیں ذکر تھا کہ اگر میری درخواست ملازمت منظور ہو تو اوّل جب وقت ہیں آپ کے پاس کسی کام کو آؤں آپ مجھے بیٹھنے کو کرسی دیں دویم میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہ ہو جیساکہ اور اہل عملہ کے ساتھ ہوتا ہے یہ کاغذات جب ڈگبی صاحب کلکٹر کے پاس پہونچے تو وہ بڑے حیران ہوئے کہ یہ شخص کس دماغ و گروہ کا آدمی ہوگا جس نے ایسی بیباکانہ شرائط پیش کی ہیں۔ صاحب موصوف اُن پر فدا ہو گئے اور فوراً اُن کی درخواست منظور کر کے تحریر کر دیا۔ کہ اِن کے ساتھ جیساکہ وہ چاہتے ہیں برتاؤ ہوا کرے گا۔ اِس وقت بے تحاشا ہمیں برہمانند کیشب چندر سین کی زندگی کا وہ واقعہ یاد آتا ہے جبکہ وہ بنگال بینک میں ملازم تھے اور ڈکسن صاحب کے اس حکم پر کہ بینک کا کوئی ملازم بینک کے حالات کا ذکر باہر جا کر نہ کرے دستخط کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا باوجودیکہ سوائے اُن کے اور بابو پرتاب چندر موزمدار کے سب اہل عملہ نے بزدلانہ طور پر اُس حکم پر دستخط کر دیئے تھے۔ ڈکسن صاحب بھی ڈگبی صاحب کیطرح اُس وقت کیشب چندر سین کی دلیری اور آزادی طبع کو دیکھ کر نہایت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خوش ہوا تھا - کیوں نہ ہو - لیڈر ہونا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں لیڈروں میں ہمیشہ غیر معمولی صفات ہمیشہ اپنا ظہور دکھایا کرتی ہیں -

غرض اس طرح راجہ رام موہن رائے نے ملازمت اختیار کی اور ڈگبی صاحب اُن کی محنت - جانفشانی اور دیانتداری پر ایسے فریفتہ ہو گئے کہ جہاں وہ گئے اُن کو ساتھ ہی لے گئے اور بہت جلد یہ کلکٹری کے سررشتہ داری کے عہدہ پر ممتاز ہوئے -

زمانہ ملازمت سے کچھ سال پہلے انہوں نے انگریزی پڑھنی شروع کی تھی مگر کچھ ترقی نہ کی - صرف بولنا سیکھ گئے - مگر جب ڈگبی صاحب سے اِن کا اچھا تعارف ہو گیا تو انگریزی میں خوب ترقی کرنے لگے - اُن کی انگریزی خط و کتابت ہمیشہ اون کے ہاتھ سے نکلتی وہ اسے غور سے پڑھتے - بہت سے انگریزی اخبار جو ڈگبی صاحب کے پاس آیا کرتے تھے اُن کے مطالعہ میں رہتے اور ڈگبی صاحب خود بھی اُن کو انگریزی زبان سیکھنے میں بڑی مدد دیتے - چنانچہ وہ دو تین سال کے بعد انگریزی زبان بسہولیت تمام پڑھ سکتے تھے - انگریزی اخباروں کے ذریعہ راجہ صاحب کی طبیعت ملکی معاملات کی طرف رجوع ہوئی ڈگبی صاحب اون کے مذہبی کام میں بڑا شوق ظاہر کرتے تھے - چنانچہ جب راجہ صاحب نے بیدانت سار کو انگریزی میں لکھا تو ڈگبی صاحب نے اسکو ترتیب دیا اور اپنی طرف سے دیباچہ لکھا -

زمانہ ملازمت میں راجہ رام موہن رائے اپنے پاک اور اعلےٰ مشن سے ایکدم غافل نہ رہے - چنانچہ اُنہوں نے رنگپور میں اپنے مکان پر ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مجلس قایم کی تھی۔ جس میں بہت سے دھرم کے متلاشی آکر مذہبی معاملات پر گفتگو کیا کرتے تھے۔ اُس وقت دیوان گوری کانت رائے چھترجی نے اُن کی مخالفت کی۔ اور گیان سندر نامی ایک کتاب لکھی۔ جس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ راجہ صاحب نے اس زمانہ میں بُت پرستی کی تردید اور برہم گیان کی تائید میں کئی رسالے لکھے تھے۔ اگرچہ راجہ صاحب کچھ نہ کچھ کام برابر کئے جاتے تھے مگر اس سے اُن کی تسلی نہ ہوتی تھی کیونکہ بہت سا وقت منصبی کام میں صرف ہوتا تھا اسلئے وہ زیادہ نوکری نہ کرنا چاہتے تھے اُن کا خیال تھا کہ کچھ سال نوکری کرکے اور کچھ روپیہ بچا کر آزادانہ طور پر اپنے کام میں مشغول ہوں۔ چنانچہ اُنہوں نے تیرہ ۱۳ سال تک نہایت کفایت شعاری سے زندگی بسر کرکے بہت سا روپیہ جمع کرلیا اور ۱۸۱۳ء میں استعفا دیدیا کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اسقدر روپیہ تیرہ سال کے عرصہ میں اُنہوں نے کس طرح جمع کرلیا مگر حقیقت یہ ہے کہ جہانتک واقعات ہمیں معلوم ہوئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُن کو تنخواہ بڑی معقول ملتی تھی۔ علاوہ ازیں اُس وقت یہ ایک اعلےٰ قانون دان سمجھے جاتے تھے اور ہزارہا آدمی ان سے قانونی مشورہ لینے آتے تھے اور ان کو نہایت معقول اُجرت دیتے تھے کیونکہ اُس وقت آجکل کی طرح ہزاروں بیرسٹر وکیل اور مختار نہ تھے۔ مزید براں اُس زمانہ میں ہر چیز ارزاں تھی اور تھوڑے سے روپیہ میں ایک بڑے بھاری کنبہ کا گذارہ ہوسکتا تھا۔ علاوہ ازیں ان حالات میں کفایت کو ہر وقت مدنظر رکھکر اگر راجہ رام موہن رائے کے پاس بہت سا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

روپیہ جمع ہو گیا تو کچھ بڑی بات نہیں۔ اس زمانہ میں زمین کوڑیوں کے مول بکتی تھی اور پیداوار بافراط ہوتی تھی۔ ملازمت سے مستعفی ہو کر راجہ رام موہن رائے اپنے گھر آئے اور اپنے بڑے لڑکے کی شادی باوجود ہندوؤں کی مخالفت کے ایک بڑے خاندان میں کی

اب راجہ رام موہن رائے کو طرح طرح کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ رام نگر کے رام جی بٹ نامی ایک شخص نے بہت سی جمعیت اُن کے برخلاف جمع کی اور ہر طرح پر اُن کو آزار دینا شروع کیا۔ لوگ آ کر انکے مکان کے نیچے چلاتے اور جانوروں کی بولی بولتے اور ان کے مکانوں میں ہڈیاں پھینکتے تھے۔ جب راجہ صاحب نے اس بات کی کچھ پرواہ نہ کی تو یہ لوگ ہار کر چپ ہو رہے راجہ صاحب کی والدہ ان کے خیالات سے ایسی ناراض ہو گئیں کہ اُن کو گھر چھوڑ کر اپنے بیوی بچوں سمیت ایک اور گھر بنا کر علیحدہ رہنا پڑا۔

یہانتک لوگ اُن کے دشمن ہو گئے تھے کہ اگر اُن کا بس چلتا تو اُن کی جان تک لے لینے سے بھی دریغ نہ کرتے اپنی حفاظت کے لئے راجہ صاحب ہر وقت پستول اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

سنہ ۱۸۱۱ء میں راجہ رام موہن رائے کے بڑے بھائی جگن موہن کا دیہانت ہو گیا۔ اور اب خاندان کے دستور کے موافق یہی گھر کے بڑے بنے اور قدرتی طور پر تمام جائداد کے مالک سمجھے جانے لگے اُن کی والدہ کو یہ سخت ناگوار گذرا۔ کیونکہ وہ اُنہیں فارغخطی دینا چاہتی تھیں چنانچہ اُن کو قانونی طور پر علیحدہ کرنا چاہا۔ کیونکہ وہ اُنہیں بھرشٹ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور کافر سمجھتی تھیں۔ مگر وہ ناکامیاب رہیں۔ تب بھی راجہ رام موہن رائے نے جایداد پر قبضہ نہ کیا۔ اس خیال سے کہ مبادا اُن کی ماں اور اور رشتہ داروں کو ناگوار گذرے غرض ان کی ماں نہایت خوش اسلوبی سے بدستور جایداد کا انتظام کرتی رہیں۔ اُن کی ماں سخت مزاج والی عورت تھیں۔ راجہ رام موہن رائے کے مذہبی خیالات کو دیکھ کر وہ بہت برافروختہ ہوتی تھیں اور یہ کہہ کر سارے کنبہ کو اُن کے برخلاف کھڑا کر دیا تھا "دیکھو رام موہن رائے عیسائی ہو گیا ہے اور ممنوع چیزیں کھاتا ہے آؤ ہم سب ملکر اُسے اپنے گاؤں سے نکال دیں کیونکہ کلجگ آ گیا ہے"۔ ماں کے غضب سے تنگ آ کر اُنھوں نے موروثی مکان چھوڑ دیا۔ اور شمسان بھومی میں ایک مکان بنا کر رہنے لگے۔ مکان کے سامنے اُنھوں نے ایک پرستش گاہ بنائی جہاں اوم تت ست اور ایک میوادوتیم چاروں طرف لکھا ہوا تھا یہاں وہ دن میں تین بار پوجا کیا کرتے تھے۔ جب اس مکان میں رہتے تھے تو اُن کی استری اُمادیوی جی نے پوچھا کہ کونسا دھرم سب سے اچھا ہے۔ راجہ رام موہن رائے نے جواب دیا کہ گائیں مختلف رنگوں کی ہوتی ہیں۔ مگر سب کا دودھ یکساں ہوتا ہے اسی طرح مختلف مہا پرشوں کی مختلف رائے ہیں۔ لیکن ہر ایک مذہب کا لُب لباب یہ ہے کہ ست پتھ کو اختیار کیا جائے اور وفاداری کے ساتھ زندگی بسر کی جائے۔

جب اِن کے بڑے بھائی کا انتقال ہوا۔ تو اُنھوں نے اپنی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھاوج کو سمجھایا کہ ستی نہ ہو۔ مگر وہ اُس وقت تو نہ مانیں۔ مگر جب چتا میں رکھی گیئں تو واویلا مچانا شروع کیا اور اُٹھنے کی کوشش کی مگر رشتہ داروں نے بانسوں کے ذریعہ اوسے اُٹھنے نہ دیا اور ڈھول اور جھانجھ بجاکر اُسکی چیخوں کی آواز کو دور نہ جانے دیا۔ راجہ رام موہن رائے نے اِس کارروائی کی سخت مخالفت کی مگر اُن کی ایک پیش نہ گئی۔ آخر دل میں یہ عہد کیا کہ جب تک اِس مکروہ رسم کو بند نہ کرادوں گا چین نہ لونگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جب تک دسمبر ۱۸۲۹ء میں ستی کے برخلاف قانون جاری نہ ہو گیا انہیں چین نہ پڑی۔

باب چہارم

راجہ صاحب کا کلکتہ میں قیام اور ہندؤں اور عیسایوں سے چھیڑ چھاڑ

ملازمت سے مستعفی ہو کر راجہ صاحب کا خیال ہوا کہ کلکتہ میں قیام کر کے باقاعدہ اپنا کام شروع کریں۔ کیونکہ کلکتہ جیسے بڑے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شہر میں کام کے لیئے ہر قسم کی سہولیت ہو سکتی ہے۔ مگر راجہ صاحب
کچھ روز کے لیئے مرشد آباد رہے جہاں اُنہوں نے اپنی کتاب موسومہ
تحفۃ الموحدین لکھی۔ یہ کتاب ابھی حال میں مرحوم بھائی بلدیو نارائن
صاحب پرچارک براہمو سماج نے ترتیب دے کر چھپوائی ہے۔ یہ
کتاب فارسی زبان میں ہے اور عربی دیباچہ بھی ساتھ ہے جو خود
راجہ صاحب کی قلم سے لکھا گیا تھا۔ اس کتاب میں راجہ صاحب نے
اچھی طرح خداوند تعالےٰ کی وحدانیت عقلی و منقولی حوالہ جات سے ثابت
کی ہے۔ اس کتاب کا منشی عبدالله سپرنٹنڈنٹ ڈھاکہ گورنمنٹ سکول نے
انگریزی میں ترجمہ کیا تھا جو ۱۸۸۴ء میں زیر حمایت آدی برمہ سماج
شائع ہوا تھا۔ اس کتاب تحفۃ الموحدین سے کم و بیش راجہ صاحب
کے مشن کا پتہ لگتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ خدا کی وحی ہر ایک مہاتما پر
نازل ہو سکتی ہے اور یہ سلسلہ وحی و رسالت ابد تک رہے گا۔ ہر
ایک مذہب کی خوبیوں کی قدر اور پرماتما کو جامع جمیع کمالات سمجھ کر
اُسی کی عبادت کرو اور ہر ایک مذہب کے بنیادی اصولوں کو جو کہ عقل
کے مطابق ہوں دنیا میں رواج دو۔ اور نیز جھوٹے مسئلہ مسایل کی
بیخکنی کر کے عقلی اور اخلاقی مسایل کو ترجیح دینا چاہیئے۔

کچھ عرصہ مرشد آباد ٹھہر کر راجہ صاحب معہ قبایل کلکتہ پہونچے اور
مانک ٹولا میں ڈائر سرکیولر روڈ پر ایک مکان خرید کیا اور ضروری سامان
مہیا کر کے اُس میں آرام سے رہنے لگے۔ اب ایشور کی کرپا سے وہ وقت
آگیا تھا۔ کہ جب راجہ صاحب دنیا کے بکھیڑوں اور جھگڑوں سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فارغ ہوکر اصلاح کا کام کر سکتے تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے بُت پرستی
کے برخلاف جھنڈا گاڑ دیا اور پنڈتوں کو کھلم کھلا دعوت دی۔ کہ اگر
ہمت ہے تو آؤ اور دو چار ہاتھ کرو۔ اب کیا تھا نہ صرف کلکتہ میں
بلکہ تمام بنگال میں تہلکہ مچ گیا۔ گھر گھر یہی چرچا تھا۔ پٹھا چاریوں
کی جنہوں نے بنگال میں لوٹ مچا رکھی تھی عجیب حالت تھی۔ پانی
پی پی کر راجہ صاحب کو کوستے تھے کیونکہ اب اُنہوں نے اُن کے
پول کھولنے شروع کر دئیے تھے۔ ویدشاستروں کو اُن لوگوں نے
گویا سر بمہر کر رکھا تھا۔ راجہ رام موہن رائے نے اُن کا دھڑلے سے
پرچار کرنا شروع کیا۔ اور بتلایا کہ ہر ایک شخص کو شاستر پڑھنے کا
حق حاصل ہے۔ جب اس طرح پر بھٹاچاریوں کی قلعی کھلنے لگی تو اُنہوں نے
بھی جیسا کہ کمینہ مخالفوں کا قاعدہ ہے راجہ صاحب پر صدہا الزام لگانے
شروع کئے اور گھر گھر اُن کو بدنام کرتے پھرے۔ مگر خاک ڈالنے سے
کبھی چاند نہیں چھپتا جُوں جُوں مخالفت ہوتی تھی توں توں پاک روحیں
اُن کیطرف کھنچتی چلی آتی تھیں۔ چنانچہ راجہ کالی شنکر پرشنو کمار
ٹھاکر۔ برندابن متر۔ دادا امجد ڈاکٹر راجندر لال متر۔ دوارکا ناتھ
ٹھاکر والد شریف مہرشی دیوبندر ناتھ ٹھاکر و چند دیگر معزز لائق فنا جان
اُن کے ساتھ ہمدردی کا دم بھرنے لگے۔ علاوہ ازیں ہری آنند تیرتھ
سوامی جو شاستروں میں اچھی طرح ماہر تھے اُن کے بڑے دوست بن
گئے۔ اور اُنہوں نے اپنے بھائی رامچندر ودیا باگیش کو راجہ رام موہن رائے
کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ یہ صاحب براہمو سماج میں بڑے مشہور شخص

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہو گذرے ہیں - اگرچہ کئی کمزور آدمی برادری کے دباؤ وغیرہ کے سبب سے
اُن سے علیحدہ بھی ہو گئے - مگر بہت سی ایسی بہادر روحیں بھی تھیں
جنہوں نے مرتے دم تک راجہ صاحب کا ساتھ نہ چھوڑا -

راجہ صاحب نے پرچار کے بہت سے طریقے سوچ رکھّے تھے یعنے تعلیم
گاہوں کا قایم کرنا - بحث مباحثہ - کتب اور رسالے لکھنا - چنانچہ انہوں نے
۱۸۱۵ء میں بیدانت سوتر بنگالی ترجمہ سمیت شایع کیا اور مقدمہ
کتاب میں واضح طور پر مورتی پوجن کی لغویت کو ظاہر کیا اور ایک
ہی پرمیشور کی اُپاسنا کو جائز ثابت کیا - اس کتاب نے ایک طوفان
برپا کر دیا مگر اُن کو کیا خوف تھا - تھوڑے ہی دن بعد اسی کتاب کا
ہندی اور انگریزی ترجمہ بھی چھاپ ڈالا - اور پھر بیدانت سار
انگریزی میں نکالا - اُس نے پادریوں و دیگر انگریزوں کے دل میں راجہ
صاحب کی بیدار مغزی کا سکّہ بٹھا دیا - اور ابھی اسکو نکلے کچھ زیادہ
عرصہ نہ گذرا تھا کہ راجہ صاحب نے پانچ اُپنشد بنگالی ترجمہ سمیت شایع
کر ڈالے یعنے کینو اپنشد - ایشو اپنشد - کٹھو اپنشد - منڈوک
اپنشد - مانڈوک اپنشد اور یکے بعد دیگرے اور بھی مختلف کتابیں
اور رسالے نکالے جنہوں نے ہندوں کی آنکھیں کھول دیں اور تمام
ہندوستان میں ہل چل مچ گئی - اور پنڈتوں اور بھٹاچارجوں کی طرف
سے چیلنج پر چیلنج آنے لگے - یہ مخالفوں کی کتابوں کا راجہ صاحب
ایسا دندان شکن جواب دیا کرتے تھے کہ پھر مخالفین اپنا سا مُنہ لے کر
رہ جاتے تھے بھٹاچارج چیتن - بھگت گو سوامی وکوتاکا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وغیرہ جیسے سنسکرت دانوں کے جب دانت کھٹے ہو گئے تو راجہ صاحب کی
سوبھرمن شاستری سے بحث چھڑی - اور راجہ صاحب نے
اُس کی لیچر دلایل کے وہ دُھرّے اڑائے کہ شاستری صاحب دم نہ
مار سکے - راجہ صاحب کا بحث کا طریقہ ہی نرالا تھا - اگر کوئی
عیسائی اُن کے پاس جاتا تو وہ اُسکی انجیل کو لے کر اُس سے توحید کا
مسئلہ نکال کر اُس کو قایل کر دیتے تھے اسی طرح ہندؤں کے سامنے
اُن کے شاستروں کے حوالے پیش کرنے اور مسلمانوں کو اُن کے قرآن شریف
سے لاجواب کر دیتے تھے - بحث مباحثہ کے وقت کبھی کوئی ایسا لفظ زبان
مبارک سے نہ نکالتے تھے جو کسی طرح پر دوسرے کی دلشکنی کا باعث
ہو - ہر ایک مذہب کی بڑی توقیر کرتے تھے اور کسی مذہب کی شان
میں ہتک آمیز کلمہ زبان پر نہ لاتے تھے -

۱۸۲۱ء میں راجہ صاحب کی سریرام پور کے مشہور پادریوں -
کیری - وارڈ - اور مارشمین وغیرہ سے ملاقات ہوئی - اور اس
وقت اُن کو مذہب عیسوی کا مطالعہ کرنے کا شوق غالب ہوا - پادری
صاحبان مذکور نے راجہ صاحب سے مذہب عیسوی کے متعلق بات چیت
کرنی چاہی - مگر راجہ صاحب نے کہا کہ جب تک ہم انجیل مقدس کو اصلی
زبان عبرانی میں نہ پڑھ لیں - پورے طور پر مذہب عیسوی پر رائے
نہیں لگا سکتے - عربی کے تو فاضل تھے ہی یہانتک کہ مسلمان صاحبان
ان کو مولوی رام موہن رائے کہا کرتے تھے - عبرانی زبان میں
جس کا عربی سے بڑا نزدیکی رشتہ ہے چھ مہینے سے پہلے پہلے پوری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

واقفیت پیدا کر لی۔ اور پھر انجیل کا بغور مطالعہ کر کے وہاں سے بھی توحید نکالی۔ اکثر عیسائیوں سے کہا کرتے تھے کہ بھائی ہمیں تو انجیل میں تثلیث ملتی نہیں۔ نہ جانے تم کہاں سے نکال لیتے ہو۔

پادری ایڈم صاحب جو کچھ تھوڑے عرصہ پہلے ولایت سے تشریف لائے تھے۔ راجہ صاحب کے بڑے دوست ہو گئے اور راجہ صاحب نے اُن سے یونانی زبان سیکھنی شروع کی اور تھوڑے سے دنوں میں اس زبان میں خاصی مہارت پیدا کر لی۔ پادری صاحب یہ دیکھ کر کہ راجہ صاحب ہر مذہب کی سچائی قبول کرتے ہیں اور کسی خاص مذہب کی طرف سے اُن کو تعصّب نہیں۔ دل میں امید رکھتے تھے کہ جلدی اُن کو عیسائی بنا لیں گے۔ راجہ صاحب بھی اس بات کو تاڑ گئے تھے اور اُنہوں نے پادری صاحب سے اور بھی رابطہ اتحاد بڑھا لیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پادری صاحب خود تثلیث کے مسئلہ کو جواب دیکر یونیٹیرین (مواحد) بن گئے۔ مذہب موحدین اب یوروپ اور امریکہ میں روز بروز زور پکڑتا جاتا ہے۔ اس کے اصول برہمو سماج سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں۔ اُس کے پیرو حضرت مسیح کی اُلوہیت کے قائل نہیں اور بائبل کو مبرّا از خطا نہیں مانتے۔ پادری ایڈم صاحب کے تبدیل خیالات پر تو انگریزی سوسائٹی میں ایک تہلکہ مچ گیا تنگدل اصحاب تو ایڈم صاحب کو لعن طعن کرنے لگے۔ مگر فراخ دل لوگ اپنے دل میں راجہ صاحب کے عالمگیر اور صلح کل مذہب کی طاقت محسوس کئے بغیر نہ رہ سکے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انجیل مقدس کا اچھی طرح مطالعہ کرنے پر حضرت مسیح کی عزت راجہ صاحب کے دل میں گھر کر گئی۔ اور سنہ ۱۸۲۰ء میں اُنہوں نے اپنی کتاب موسومہ بہ نصایح مسیح رہنمائے امن و آرام شایع کی۔ اور اِس سے اُن کا یہ مقصد تھا کہ اپنے ہموطنوں کے دلوں میں حضرت مسیح کی عزت اور فضیلت پیدا کریں۔ بجائے اِس کے کہ پادری صاحبان اِس کتاب سے خوش ہوتے۔ اون کو یہ نہایت ہی ناگوار گذرا۔ کہ راجہ صاحب نے مسیح کے معجزوں وغیرہ کو قطع نظر کرکے اپنے مطلب کی باتیں انجیل سے نکال کر چھاپ دیں۔ چنانچہ سریرام پور کے ایک پادری سمتھ صاحب نے اِس کتاب کی مخالفت میں اپنے اخبار فرینڈ آف انڈیا (دوست ہند) میں ایک مضمون لکھا۔ جس میں راجہ صاحب کو ہیدان بت پرست وغیرہ نامناسب الفاظ سے یاد کیا گیا۔ راجہ صاحب نے اِس کے جواب میں ایک زبردست مضمون چھاپ کر شایع کر دیا جس کا نام فسٹ اپیل ٹو کرسچین پبلک رکھا جب ڈاکٹر مارشمین صاحب نے اُس کا جواب اپنے رسالہ میں دیا۔ تو راجہ صاحب نے اپنا سیکنڈ اپیل شایع کر دیا۔ اب پادری صاحبان بڑے حیران ہوئے اور ڈاکٹر مارشمین صاحب نے پھر راجہ صاحب اور ہندو مذہب پر بیجا حملے کئے۔ اب یہ ضروری تھا کہ راجہ صاحب بھی عیسائیوں کے بعض لچر مسایل پر ہاتھ صاف کرتے۔ مگر اِس دفعہ عیسائی پریس نے انکی تحریرات چھاپنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ راجہ صاحب کو اپنا یونیٹیرین پریس قایم کرنا پڑا۔ اور اِسی وجہ سے عیسائیوں کے دوسرے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حملے کے جواب میں اُن کا تھرڈ اپیل چھپنے میں کچھ دیر بھی ہوئی۔ اب کچھ عرصہ کے لیئے عیسائی صاحبان خاموش ہوگئے۔ اس مباحثہ کو دیکھ کر انڈیا گزٹ نے لکھا کہ اس بحث نے بخوبی ثابت کردیا۔ کہ اس مُلک میں رام موہن رائے کے مقابلہ کا کوئی آدمی پیدا نہیں ہوا۔ اور راجہ صاحب کی بیباکانہ اور عالمانہ تحریرات کا شہرہ امریکہ اور ولایت تک پہونچ گیا چنانچہ ۱۸۲۴ء میں اِن کی کتاب نصایح مسیح اور تینوں اپیل ولایت کی یونیٹیرین سوسائٹی نے شایع کرائے۔ اور پھر ۱۸۲۸ء میں امریکہ میں یہ کتابیں چھپیں اور پھر ۱۸۳۴ء میں دوبارہ لنڈن میں شایع ہوئیں۔ ابھی یہ چھیڑ چھاڑ ختم نہ ہونے پائی تھی کہ جولائی ۱۸۲۱ء میں عیسائی صاحبان نے اپنے اخبار سماچار درپن میں ہندو مذہب پر نہایت ہی نامناسب اور بیجا حملے کئے۔ راجہ صاحب کے سوائے اور کس کا کام تھا کہ عیسائیوں کا مقابلہ کرتا۔ راجہ صاحب ہندو شاستروں کی رموز سے پورے ماہر تھے۔ فوراً بیباکانہ طور پر خوب دندان شکن جواب دیئے۔ اور عیسائی صاحبان اپنا سا مُنہ لے کر رہ گئے راجہ صاحب کو ہرگز گوارا نہ تھا کہ کسی مذہب پر بیہودہ حملے کئے جائیں خود اُن کو ہر ایک مذہب سے بڑا اُنس تھا اور ہر ایک سے امرت نکالنا چاہتے تھے اگر اُس وقت عیسائی مذہب اور اہل اسلام پر کوئی بیجا طور پر حملہ کرتا تو ضرور راجہ صاحب اُس کی پُورے طور پر خبر لیئے بغیر نہ چھوڑتے۔ کیونکہ وہ ہر ایک مذہب میں عجیب روشنی دیکھتے تھے اور سب مذاہب کا نچوڑ لے کر قدرتی دھرم کی بنیاد ڈالنا چاہتے تھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عیسایوں کے ساتھ جو دوسری چھیڑ چھاڑ ہوئی۔ اُس کی مفصل کیفیت راجہ صاحب نے برہمنیکل میگزین کے تین چار نمبروں میں لکھی ہے۔ یہ میگزین بنگالی اور انگریزی دونوں زبانوں میں شایع ہوتے تھے تھوڑا عرصہ کے بعد پھر راجہ صاحب کا ایک عیسائی صاحب مسمی ڈاکٹر آر ٹاہیلر۔ ایم۔ ڈی سے بڑا دلچسپ مباحثہ ہوا۔ اور عرصہ تک دونوں طرف سے آرٹیکل اخبارات میں شایع ہوتے رہے۔

ہم حیران ہیں کہ باوجود اِن واقعات کے سُننے اور پڑھنے کے بھی ہمارے بعض تنگدل اور متعصب بھائی برہموؤں کو نیم عیسائی کہہ کر اپنے دِل کا پھپھولا پھوڑتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح کو بُرا بھلا نہ کہنا۔ مذہب عیسوی پر بیجا حملہ کرنا۔ عیسایوں کے سکولوں ہسپتالوں وغیرہ کو نقصان نہ پہونچانا بلکہ ہمدردی کی نگاہ سے دیکھنا اور ایسی ہی اور کارروائی کرنا نیم عیسائی بننا ہے تو مبارک ہے اگر یہی معنے ہیں تو اگر ہمیں پورا عیسائی کہا جاوے تو بھی ہم بُرا نہیں مانتے۔ ہائے افسوس ہمارے بعض بھائیوں نے اپنی آنکھوں کے آگے تعصب کی پٹی ایسی جکڑ کر باندھ لی ہے کہ اُن کے لئے اب روشنی اور تاریکی میں تمیز کرنا ایک امر محال ہوگیا ہے۔

جن دنوں عیسائی صاحبان سے چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی تو ایک دفعہ کلکتہ کے بشپ صاحب ڈاکٹر ملڈلٹن نے اُن کو مدعو کیا اور اثنائے گفتگو میں فرمایا کہ اگر تم عیسائی ہو جاؤ تو پھر تمہارے سامنے عزت اور ترقی کا میدان کھل جائے گا کیا انگلستان اور کیا ہندوستان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سب تمہاری عزت کرینگے - اور تمہارا نام نسلاً بعد نسلاً عزت کے ساتھ لیا جائیگا - یہ بات سُن کر راجہ صاحب کو سخت طیش آیا اور ایڈم صاحب کو نہایت جوش کے ساتھ یہ تمام کیفیت سنائی اور پھر اُن کا دِل ایسا کھٹّا ہوا کہ بشپ صاحب سے کبھی نہ ملے -

باب پنجم

راجہ صاحب کی اِصلاحیں

یوں تو راجہ صاحب نے جس قدر مذہبی - اخلاقی - سوشیل اور مُلکی کام کیا - اس کا اندازہ لگانا اور پُورے طور پر اُسکی کیفیت لکھنا ایک نہایت دشوار گزار کام ہے - کیونکہ جس پہلو سے راجہ صاحب کی زندگی پر غور کیا جائے - اُسی پہلو میں راجہ صاحب ایک اعلےٰ ریفارمر (مصلح قوم) نظر آتے ہیں - اُس زمانہ میں جبکہ ہندوستان میں تاریکی اور جہالت کی گھنگور گھٹا چھائی ہوئی تھی بھولے بھالے لوگوں پر خود غرضوں نے اپنا اُلو سیدھا کرنے کی غرض سے طرح طرح کے جال ڈال رکھے تھے - ایک ایشور کی اُپاسنا کا لوگ نام تک بھی نہ جانتے تھے - سچ سچ ہندوستان میں ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور دیوتاؤں کے دیوتا اور ٹھاکروں کے ٹھاکر پرم پرمیشور سے لوگ بھٹک ہو کر طرح طرح کے توہمات اور تعصبات میں جکڑے ہوئے تھے بیہودہ رسومات کے جاری ہونے کی وجہ سے عورتوں کو انسانیت کے درجہ سے نیچے گرا دیا گیا تھا۔ اور جانوروں سے بدتر اُن کے ساتھ سلوک ہوتا تھا۔ یہانتک کہ لڑکیوں کو فوراً پیدائش کے وقت اکثر بار مار ڈالا جاتا تھا۔ بیچاری بیواؤں کو زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ اعلٰے تعلیم کا اُس زمانہ میں نام ونشان بھی نہ تھا۔ انگریزی سلطنت کا آغاز ہی تھا۔ آجکل کی طرح سکول اور کالج جگہ جگہ نہ تھے۔ لوگ بُری بھلی فارسی۔ بنگالی۔ اُردو وغیرہ پڑھ کر گزارہ کرتے تھے۔ انگریزی افسر ہندوستانیوں پر طرح طرح کے جبر وتعدی روا رکھتے تھے۔ قدر ومنزلت تو درکنار۔ انکو ڈیم۔ فول کہہ کر پکارتے تھے۔ نہ باقاعدہ عدالت کی ہی کارروائی تھی نہ انگریزی قانون سے لوگوں کو واقفیت تھی۔ غرض ہر طرح پر۔ ملک کی بدقسمتی کا کاسہ لبریز ہو چکا تھا اور بُرے حال بانکے دہاڑے تھے ایسے وقت میں ضروری تھا کہ ایشور پرماتما کسی اپنے برگزیدہ بندے کو بھیجیں۔ جو کمربستہ ہو کر ہر قسم کی برائیوں کا مقابلہ کرے۔ چنانچہ ایشور کی طرف سے راجہ رام موہن رائے کے یہ کام سپرد ہوا۔ اور جس بیدار مغزی۔ عالی حوصلگی۔ بیباکی اور دیانتداری سے انہوں نے اس کام کو نبھایا۔ ہم کیا کہیں دنیا جانتی ہے انہوں نے ہندوستان کی اصلاح کے راستہ میں سے جھاڑیاں اور کانٹے دور کر کے بعد میں آنے والے رفارمروں کے لئے راستہ صاف کر دیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اب ہم مختصر اً راجہ صاحب کی اُن بڑی بڑی اصلاحوں کا ذکر کرینگے جن کا رواج دینا راجہ صاحب کی زندگی کا اعلےٰ مقصد تھا۔

یہی نہیں کہ راجہ صاحب نے صرف مذہبی اصلاح کی طرف توجہ مبذول کی ہو۔ بلکہ ہر ایک قسم کی بُرائی کا اُنھوں نے تعقب کیا اور بہت کچھ کامیابی حاصل کی۔ چنانچہ گنے دنوں میں اُنھوں نے رسم ستی کو کالعدم کرنے کے لئے بہت بڑا کام کیا۔ یہ قبیح اور مذموم رسم عرصہ دراز سے ہندوستان میں جاری تھی۔ زندہ عورتوں کو اُن کے خاوندوں کی لاش کے ساتھ جلا دیا جاتا تھا۔ یہ رسم غالباً اس طرح جاری ہوئی ہوگی کہ اُس زمانہ میں بیواؤں پر نہایت ہی بیجا ظلم ہوتے تھے اور ہر ایک طرح کی تکلیف اور مشقت میں اُنھیں زندگی بسر کرنی پڑتی تھی اس سے یہی بہتر خیال کیا جاتا تھا کہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ جل کر ستی ہو جائے خود غرض لوگوں نے اس رسم پر اس قدر زور دیا۔ کہ عورتوں پر صد ہا قسم کے جبر کر کے اُن کو ستی ہونے کے لئے مجبور کرنے لگے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ عورت کو رسوں سے جکڑ کر چتا پر ڈالا جاتا تھا اور لوگ اردگرد بانس لے کر کھڑے ہو جاتے تاکہ عورت اُٹھنے نہ پائے۔ ایسی مثالیں بھی موجود ہیں جبکہ عورتیں آگ کے شعلوں کی برداشت نہ کر کے گنگا جی میں کود پڑیں۔ ممکن ہے کہ پہلے رسم ستی خاوند اور بیوی کی وفاداری اور سچی محبت کو ظاہر کرتی ہو۔ مگر اب یہ دستور صرف دکھاوے کی رسم میں تبدیل ہو گیا تھا اور ہزاروں عورتوں کو اُن کی مرضی کے برخلاف چتا پر سوار ہو کر خاک سیاہ ہونا پڑتا تھا۔ ہم پدمنی اور سنجوگتا جیسی پاک عصمت اور وفادار عورتوں کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنی ننگ و ناموس کو بچانے کی غرض سے بڑی بہادری کے ساتھ جان دیدینے پر ہزار ہزار آفرین کرتے ہیں اور پھولے نہیں سماتے کہ ہماری بہادر ماتائیں اور بہنیں اپنی عصمت کے مقابلہ میں اپنی جان کی کچھ حقیقت نہ سمجھتی تھیں مگر یہ ستی کی رسم راجہ رام موہن رائے کے زمانہ میں بالکل ڈھکوسلا تھی۔

جب کمپنی کی حکومت ہندوستان میں ہوئی تو بہت سے انگریز عورتوں کو جلتے ہوئے دیکھ کر بڑے گھبرانے لگے اور چونکہ اُسکو ایک مذہبی رسم خیال کیا جاتا تھا۔ اس لئے اس خوف سے کہ مبادا بلوہ ہو جائے دم نہ مارتے تھے۔ جب سرکار انگریزی اس وحشیانہ رسم کو زیادہ برداشت نہ کر سکی۔ تو ڈرتے ڈرتے چند احکام اس کے برخلاف جاری کئے۔ یعنے یہ کہ کوئی بیوہ اپنے خاوند کی لاش سے علیحدہ نہ جلائی جائے ورنہ شوہر متوفی اور بیوہ کی کل جایداد ضبط ہو گی۔ اور اُس خاندان کے کسی آدمی کو سرکاری ملازمت نہ ملے گی مگر بھولے بھالے ہندؤں کے دماغ میں یہ باتیں کب آتی تھیں۔ حضرت پروہتوں نے عورتوں کے دلوں میں یہ بات ذہن نشین کرا دی تھی کہ خاوند کے ساتھ مرنے سے عورت سیدھی بہشت میں جاتی ہے اور عورت کو ستی ہونے سے روکنا بڑا پاپ خیال کیا جاتا تھا اب کون تھا جو اس زبردست رواج کی مخالفت کو کھڑا ہوتا۔ راجہ صاحب کے دل میں عورتوں سے ہمدردی تو سبّت کی سیرنے پیدا کر دی تھی اور ہر وقت وہ اُن کی گری ہوئی حالت کو اُبھارنا چاہتے تھے۔ عرصہ سے ستی کا مسئلہ اُن کے دل میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کھٹکتا تھا۔ پہلے ہم ذکر کر آئے ہیں کہ ایک دفعہ اُنہیں اپنے بھائی جگن موہن
کی بیوی کو چتا پر جلتے ہوئے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ تو وہ تڑپ اُٹھے
اور وہیں گھاٹ پر یہ عہد کر لیا۔ کہ میں اِس ہولناک رسم کو کالعدم کئے
بغیر چین نہ لونگا اور زمانہ ظاہر کرتا ہے کہ اُنہوں نے کس خوبی سے اِس
عہد کو پورا کیا اب اُنہوں نے ہمیشہ گھاٹ پر جا کر اِس رسم کے برخلاف
پرچار کرنا شروع کر دیا بہت دفعہ وہاں لوگوں نے اُن کو بُرا بھلا کہا
اور طرح طرح کی تکلیفیں پہونچائیں۔ اور قسم قسم کے الزام بھی لگائے
مگر راجہ صاحب اِن باتوں کو کب گانٹھتے تھے۔ برابر اپنا کام کئے گئے
انگریزوں سے ملکر اِس رسم کی لغویت جتانے لگے۔ اخباروں میں
مضامین کا تار باندھ دیا۔ تین چار زبردست کتابیں ستی کے برخلاف
لکھیں۔ اور ثابت کیا۔ کہ شاستروں میں اِس رسم کا ذکر تک نہیں اور
یہ خودغرض لوگوں کی اختراع ہے۔ ہندوؤں کے غصہ اور غضب کا کچھ
ٹھکانا ہی نہ تھا۔ اب سرکاری کونسلوں میں اِس مسئلہ پر خوب
زور شور سے بحث مباحثے ہونے لگے۔ اور آخرش اِس تحریک کا
نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے سچے بہی خواہ لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب گورنر
جنرل ہند نے اِس رسم کی یکقلم بیخکنی پر کمر باندھی اور ۴ دسمبر ۱۸۲۹ء
کو گورنر جنرل صاحب موصوف کی مبارک کونسل سے قانون انسداد رسم
ستی پاس ہو کر جاری ہو گیا۔ اب کیا تھا کلکتہ میں ایک طوفان برپا ہو گیا
کہ سرکار نے ایک بڑا بھاری ظلم کیا۔ کہ ہندوؤں کے مذہبی عقاید میں
دست اندازی کی۔ بیسیوں جلسے اِس سرکاری فیصلہ کے برخلاف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

منعقد ہوئے۔ اور خوب شور مچا۔ سارے ہندو راجہ صاحب کے خون کے پیاسے تھے اور اگر موقعہ ملتا تو انہیں زندہ نہ چھوڑتے۔ مگر کس کا حوصلہ تھا کہ اس شیر مرد کو ہاتھ بھی لگاتا۔ ہندوؤں نے ایک بڑی لمبی چوڑی عرضداشت گورنر جنرل صاحب کے حضور گذرانی۔ جس پر صاحب موصوف نے جواب دیا۔ کہ آپ شاہ انگلستان کے پاس اپیل کریں راجہ رام موہن رائے نے تین سو بڑے بڑے معززین و روساء کلکتہ کے دستخط کرا کر ایک سپاسنامہ لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ جس میں سرکار کی عنایت کا نہایت شکریہ ادا کیا۔ صاحب بہادر نے بڑا معقول جواب اس سپاسنامہ کا دیا۔ جو راجہ صاحب کی انگریزی تصنیفات جلد دویم میں معہ سپاسنامہ بجنسہ درج ہے ہندوؤں کے دل میں آگ لگ رہی تھی اُنہوں نے بڑی بھاری مجلس منعقد کی اور ہزاروں دستخط کرا کر ایک عرضی ایک انگریز بیرسٹر کی معرفت ولایت بطور اپیل بھیجی راجہ صاحب ولایت جا پہونچے اور خود جا کر اس عرضی کی تردید کی اور اپیل خارج ہو گیا۔ اور بیچارے مخالف اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

جب انگریزی حکومت بنگال میں قایم ہو گئی۔ اور وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل ہند مقرر ہوا۔ تو اُس نے مسلمانوں کے لئے کلکتہ میں ایک مدرسہ قایم کیا اور انہیں ایام میں بنارس میں ایک سنسکرت کالج قایم ہوا ابھی پورے طور پر ہندوستان میں تعلیم پھیلانے کا خیال گورنمنٹ کو نہ ہوا تھا بلکہ بہت سے تنگدل انگریز یہاں تک متعصب ہو گئے تھے کہ ہرگز نہ چاہتے تھے کہ ہندوستانیوں کو زبان انگریزی میں اعلےٰ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تعلیم دیے کہ مغربی علوم کی روشنی پہونچائے ۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ انگریزی پڑھکر اور مغربی علوم سیکھکر ہندوستانی آزاد خیال ہوجائینگے اور یوروپ اور امریکہ کی آزاد قوم کی طرح اپنے حقوق کے خواہشمند ہوں گے ۔

اسی لئے ہر ایک انگریزی افسر اس بات پر زور دیتا تھا کہ شرقی علوم میں ہندوستانیوں کو تعلیم دیجائے ۔ غرض لارڈ منٹو کے عہد تک یہی حال رہا اور ۱۸۱۳ء میں کمپنی کی سند کی تجدید ہونے پر ایک لاکھ روپیہ ہندوستانیوں کی تعلیم کے لئے منظور ہوا ۔ مگر یہ روپیہ ہندوستانیوں کی تعلیم پر خرچ نہیں کیا گیا بلکہ یہ روپیہ برابر دس سال تک جمع ہوتا رہا اور ۱۸۲۳ء میں لارڈ ایمہرسٹ صاحب گورنر جنرل ہند نے اس سرمایہ سے ایک سنسکرت کالج قایم کرنا چاہا راجہ رام موہن رائے نے ایک نہایت پُرزور اور مدلل چٹھی صاحب موصوف کے پاس بھیجی ۔ اور اس میں اس بات پر نہایت زور دیا کہ مغربی علوم مثلاً ریاضی ۔ فلسفہ ۔ علم طبعی ۔ کیمیا وغیرہ سکھلائے جائیں اور یہ بھی جتلایا کہ اتنا روپیہ اور وقت صرف زبان سنسکرت کی تعلیم پر خرچ کرنا بیفایدہ ہے یہ چٹھی راجہ صاحب کی انگریزی کلیات میں درج ہے اور اس کا ترجمہ ہم کسی موقعہ پر اس کتاب میں درج کرینگے ۔

عرصہ سے راجہ رام موہن رائے اپنے دوست ڈیوڈ ہیر صاحب و چند دیگر احباب کے ساتھ ملکر ایک کالج انگریزی تعلیم کے لئے قایم کرنے کی صلاح کر رہے تھے ۔ جب سب تجویز ہو چکی ۔ اور کمیٹی انتظامیہ قایم ہونے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لگی تو چند پُرانے خیالات کے ہندوؤں نے جو راجہ صاحب کی اُن کے مذہبی خیالات و رسم ستی کی وجہ سے سخت مخالفت کرتے تھے کالج کمیٹی میں شامل ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر رام موہن رائے اُس میں ہے تو ہم کسی قسم کی امداد نہیں دے سکتے۔ بڑی دقت پیش آئی کیونکہ بغیر بہت سے امیر و کبیر لوگوں کی شمولیت کے اس کام میں کامیابی مشکل تھی اس موقع پر راجہ صاحب نے نہایت ہی عقلمندانہ برتاؤ کیا۔ یعنے خود اُنہوں نے کمیٹی سے کنارہ کشی کر لی ہندو کالج بن گیا راجہ صاحب پردہ بطور پر سارا کام کرتے رہے۔ مگر اب ایک اور مشکل پیش آئی۔ وہ یہ تھی کہ انگریزی تعلیم کے حاصل کرتے ہی بنگالی نوجوانوں کی آنکھیں کھل گئیں اور موجودہ توہمات میں اُنکا اعتقاد جاتا رہا اور عیسائی مذہب کیطرف نوجوانوں کا میلان ہونے لگا۔ راجہ رام موہن رائے جانتے تھے کہ ضرور نتیجہ یہی ہوگا چنانچہ اُنہوں نے براہمو سماج قایم کر کے نوجوانان بنگال کے خیالات کی زبردست رو کو روکدیا۔ اور اُن کی مضطرب روحوں کو براہمو دھرم کی صلح کل تعلیم دیکر شانت کیا۔ ڈاکٹر ڈف صاحب جو بڑے بھاری منصوبے باندھ کر سنہ ۱۸۲۰ء میں ہندوستان میں آئے تھے۔ آتے ہی راجہ صاحب کے بڑے دوست بن گئے۔ اور ہمیشہ وہ دونوں ایک دوسرے کو پبلک کے کاموں میں امداد دیتے رہے جب ڈف صاحب کو کلکتہ میں سکول قایم کرنے کو مکان نہ ملا تو راجہ صاحب نے اپنا مکان خالی کر دیا اور بہت سے معزز خاندانوں کے طلباء وہاں بھیجے اور اُن کے دل سے انجیل کی بابت تعصب کو دور کیا اور اسطرح پر اُس انگریزی تعلیم کی بنیاد پڑی۔ جسکی بدولت ہم تمام ملک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں انگریزی سکول اب جا بجا دیکھتے ہیں۔ ڈاکٹر ڈف صاحب انگریزی تعلیم کے رہبر گنے جاتے ہیں اور اُن کو شروع میں راجہ صاحب ہی کی امداد سے کامیابی ہوئی۔ اُن مبارک کوششوں کا نتیجہ آج ہم یہ دیکھتے ہیں کہ تمام ملک میں گاؤں بہ گاؤں انگریزی مدرسے پائے جاتے ہیں خود اپنے صرف کثیر سے راجہ رام موہن رائے نے سنہ ۱۸۲۰ء کے قریب ایک انگریزی سکول قایم کیا تھا۔

اسی اثنا میں ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ سرکار انگریزی نے بنگال کے لاخراج زمینوں پر محصول لگانے کی تجویز کی۔ اور پبلک میں اس بات سے بڑا خوف پیدا ہو گیا۔ مگر راجہ رام موہن رائے نے اس موقع پر نہایت بہادری دکھلائی۔ اور اس تجویز کے برخلاف ایک زبردست عرضداشت گورنر جنرل صاحب کی خدمت میں بھجوائی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُس وقت کے لیے یہ تجویز ملتوی رہی۔

راجہ رام موہن رائے کو جہاں اور بہت سی اور اصلاحوں کا موجد اور موید ہونے کا فخر حاصل ہے۔ وہاں ہندوستانی اخبار نویسی کے میدان میں اوّل اوّل قدم مارنا بھی اُن کا ہی حصہ تھا۔ جب راجہ رام موہن رائے کی عیسائی لوگوں سے مُٹ بھیڑ ہوئی اُس وقت پادریوں کے ایک دو اخباروں کے سوائے ہندوستان میں اخبار کا نام تک نہ تھا۔ جب عیسائیوں نے راجہ رام موہن رائے کے مضامین اپنے اخباروں میں شایع کرنے سے انکار کر دیا۔ تو راجہ رام موہن رائے نے ایک مطبع قایم کیا اور بہت سی دقتوں کو عبور کر کے ایک رسالہ موسومہ بہ برہمنیکل میگزین جاری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گیا جس میں عیسائیوں کے اعتراضات کا نہایت متانت اور سنجیدگی سے جواب دیا گیا سنہ ۱۸۱۹ء سے پہلے اخبارات کے متعلق نہایت سخت قواعد جاری تھے۔ اب ہند کے نیکدل گورنر جنرل لارڈ ہیسٹنگز نے حکم دیا۔ کہ اخبارات یہ خیال رکھیں کہ سرکار کی کارروائی پر اعتراض نہ کریں اور مذہبی شور و شغب سے پرہیز رکھیں اور باقی معاملات کو اخبار نویسوں کی سمجھ پر چھوڑ دیا چنانچہ اس اعلان کا نتیجہ یہ ہوا کہ راجہ رام موہن رائے نے سنہ ۱۸۲۱ء میں ایک ہفتہ وار بنگالی اخبار سمباد کومدی کا نوٹس دے دیا چنانچہ اس اخبار کا پہلا نمبر ۴ دسمبر سنہ ۱۸۲۱ء کو نکلا۔ اور اس اخبار میں نہایت مفید مطلب مضامین شایع ہونے لگے۔ اس میں عام فہم زبان میں مضمون نکلتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد راجہ رام موہن رائے نے تعلیم یافتہ لوگوں کے فایدے کے لئے ایک اور ہفتہ وار اخبار فارسی میں نکالا جس کا نام مرات الاخبار تھا۔ یہ اخبار ہر جمعہ کو نکلتا تھا اور کومدی ہر منگل کو شایع ہوتا تھا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد لارڈ ہیسٹنگز ولایت کو روانہ ہو گئے اور کچھ روز کے لئے آنریبل جوہن ایڈم قائم مقام گورنر جنرل ہوئے۔ تو انھوں نے پریس کی آزادی کا گلا گھونٹ دیا اور کلکتہ جرنل کے اڈیٹر مسٹر بکنگھم صاحب کو ڈاکٹر برایس کے متعلق کچھ لکھ دینے پر ہندوستان سے نکل جانے کا حکم دے دیا اور جرنل (رسالہ) بند کر دیا۔ اور اسسٹنٹ اڈیٹر کو بھی گرفتار کر کے فوراً جہاز پر سوار کرا کر ولایت روانہ کرا دیا۔ اس پر راجہ رام موہن رائے کو سخت طیش آیا اور انھوں نے معہ چند اور لوگوں کے سپریم کورٹ میں اعتراضات داخل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گئے۔ اور گورنمنٹ کی خدمت میں ایک مدلل میموریل روانہ کیا۔ جب گورنمنٹ اور سپریم کورٹ نے کچھ التفات نہ فرمایا اور آزادی پریس کے برخلاف احکام کو بحال رکھا تو راجہ رام موہن رائے نے شاہ انگلستان کے پاس ایک نہایت زبردست اور مدلل مگر مودبانہ اپیل لکھ کر روانہ کیا۔ مظلوم مسٹر بکنگھم بھی برابر راجہ رام موہن رائے کے ساتھ تھا مگر چھ ماہ غور کرنے کے بعد بادشاہ کی کونسل نے اصل حکم گورنر جنرل کو بحال رکھا اور اپیل خارج کر دیا۔ خیرخواہ قوم و ملک راجہ رام موہن رائے کی کوششیں گو اس وقت باروَر نہ ہوئیں۔ مگر انہوں نے اس آزادی پریس کی بنیاد ڈال دی۔ جس کا نتیجہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں سینکڑوں ہندوستانی اخبارات موجود ہیں جو بیدھڑک اپنی رائے ہر ایک معاملہ پر ظاہر کرتے ہیں۔

۱۸۲۱ء میں راجہ رام موہن رائے نے ایک زبردست رسالہ لکھا جس میں ظاہر کیا ہے کہ یہ بڑا سخت ظلم ہے کہ عورتوں کو اُن کے خاوندوں کی جائیداد کا کچھ حصہ نہیں پہونچتا۔ اس لئے کیا تو انہیں نہایت مصیبت کی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے یا بدچلن ہو جاتی ہیں یا اپنے مرحوم خاوند کی چتا پر جلکر خاک ہو جاتی ہیں۔ اگر اُن کے پاس تھوڑا سا سرمایہ بھی ہو تو وہ عزت کے ساتھ اپنی بقیہ زندگی گذار سکتی ہیں۔

اس کے علاوہ اُنہوں نے دختر فروشی کے برخلاف بھی قلم اُٹھایا۔ اُس زمانہ میں بنگال میں دختر فروشی کی قبیح رسم کچھ حد تک جاری تھی راجہ رام موہن رائے نے مفصلہ بالا کتاب میں اس رسم کو شاستروں کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

برخلاف ثابت کیا اور اسکو سخت مذموم ٹھیرایا۔

مزید براں راجہ رام موہن رائے کثیر الازدواجی کے سخت مخالف تھے اس زمانہ میں کثیر الازدواجی کا اس قدر زور تھا کہ اس کے سبب بنگال کے بہت سے گھرانے جہنم کا نمونہ بنے ہوئے تھے اس زمانہ میں یہ بدرسم نہایت خوفناک درجہ تک جاری تھی اور اس کے نتایج سخت ہولناک ثابت ہوتے تھے۔ راجہ رام موہن رائے نے اس کے برخلاف اپنی کتابوں میں بہت کچھ لکھا اور اپنی وصیت میں یہ درج کیا کہ اگر کوئی میرا بیٹا یا کوئی رشتہ دار ایک سے زیادہ شادی کریگا تو میری جائداد سے محروم کیا جائے گا۔

رام موہن رائے ذات کی بیجا تفریق کے سخت مخالف تھے اور اگرچہ کھلم کھلا انہوں نے ذات کو نہیں توڑا مگر ان کا ہندوستان اور انگلستان میں انگریزوں سے اس قدر تعلق رکھنا۔ ولایت میں جاکر بہت سی دعوتوں میں شامل ہونا اور چند دیگر حالات صاف یہ ظاہر کرتے ہیں کہ راجہ رام موہن رائے ذات کو محض ایک ڈھکوسلا سمجھتے تھے اور عالمگیر برادری کے اصولوں کے تہ دل سے حامی اور معاون تھے چنانچہ انہوں نے کہا تھا کہ جب میں مروں گا تو مسلمان مجھے مسلمان ہندو ہندو اور عیسائی عیسائی سمجھیں گے۔

بنگالی لٹریچر کے پیدا کرنے میں راجہ رام موہن رائے نے ایک سچے محب وطن کا کام کیا۔ ان سے پہلے بنگالی زبان بالکل بے قاعدہ زبان تھی۔ اور بہت سے خیالات بھی زبان کی غیر درستی کی وجہ سے اچھی طرح

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ادا نہ ہو سکتے تھے راجہ رام موہن رائے نے اپنے اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ گویا بنگالی زبان میں ایک نئی روح پھونکدی اور انہیں بنگالی نثر کا موجد کہا جائے تو بیجا نہیں ہے۔ انہوں نے بنگالی زبان کی گرامر۔ جغرافیہ وغیرہ کتابیں تصنیف کیں۔

برہم سنگیت جسے اب تمام ہندو بنگال قومی دولت سمجھتا ہے انہیں مہاتما کی رسائی عقل اور بھگتی بھاؤ کا نتیجہ ہیں۔ اُن کے بنائے ہوئے سنگیت ایسے پُر معنی اور موثر ہیں کہ لوگ انہیں بہت آنند سے گاتے ہیں اور اُن سے حظ اُٹھاتے ہیں۔

مُلکی معاملات میں راجہ صاحب کی طبیعت ایسی رسا تھی کہ ہندوستان کے بڑے بڑے مُلکی رفارمر بھی اُن کے خیالات پر ایک حرف تک زیادہ نہیں کر سکتے ہیں۔ جب وہ ہندوستان میں تھے تو برابر اپنے ہموطنوں کی مُلکی حالت سدھارنے میں کوشاں رہتے تھے اور منجملہ اور باتوں کے مُلکی اور قانونی معاملات کا بھی بغور مطالعہ کیا کرتے تھے اور اُن کی ہمیشہ یہ زبردست خواہش اور آرزو رہتی تھی کہ ہندوستانیوں کو جائز مُلکی حقوق ملیں۔ اور اُن کے ساتھ انگریزوں کی طرف سے منصفانہ سلوک ہو۔ جب وہ ولایت پُہونچے تو ہندوستان کے متعلق بہت سے مُلکی معاملات درپیش تھے۔ اُن پر پارلیمنٹ میں اُن کی بھی گواہی ہوئی اور جس متانت اور لیاقت سے راجہ صاحب نے گواہی دی اُس کا اندازہ اچھی طرح وہی لوگ لگا سکتے ہیں۔ جنہیں مُلکی معاملات سے مس ہے جہانتک ہمارا خیال ہے اُن تمام اصلاحوں کی ضرورت جنہیں اب انڈین نیشنل کانگرس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زور دے رہی ہے راجہ صاحب نے پچاس برس پہلے ہی پارلیمنٹ پر ظاہر کردی تھی۔ مثلاً عدالتوں کی اصلاح۔ ہندوستانیوں کو اعلےٰ عہدے ملنا جیوری کے طریقہ کا ہندوستانیوں کے مقدمات میں اجرا۔ ایگزیکٹو اور جوڈیشل کاموں کی علیحدگی۔ ترتیب قوانین و وضع قانون میں ہندوستانیوں کی رائے لینا۔ دیسی ملیشیا کا قایم کرنا سول ملازموں کی عمر و تعداد۔ زمینداروں کی حالت کی اصلاح بندوبست استمراری۔ فارسی کی بجائے انگریزی کا عدالتی زبان ہونا ججوں اور مجسٹریٹوں کی تعداد کا بڑھانا۔ جوڈیشل افسروں کی تنخواہ کا بڑھانا کم عمر سویلینوں کے بھیجنے کی خرابی وغیرہ وغیرہ معاملات پر انہوں نے گواہی دیتے وقت عجیب غیر معمولی ذہانت کا اظہار کیا ہے۔

ہم راجہ صاحب کی اصلاحوں کا کہانتک ذکر کئے جائیں کونسی ایسی بُرائی ہے جسکی تخریب میں راجہ صاحب نے کوشش نہ کی ہو۔ کونسی ایسی بھلائی ہے جسکی ترویج میں اُنہوں نے پورے طور پر جد وجہد نہ کی ہو مگر افسوس کہ ہندوستان اُن کی اصلاحوں کی قدر کرنے کے قابل نہ تھا کیونکہ اس وقت سارے کا سارا مُلک طرح طرح کے توہمات میں مبتلا تھا مگر ایشور پرماتما کا شکر ہے کہ اب وہ زمانہ آرہا ہے جبکہ راجہ صاحب کی اصلاحوں کے بیج پھل لارہے ہیں اور اب تمام دُنیا کے بڑے بڑے فاضل راجہ رام موہن رائے کو دنیا کے نہایت مشہور فاضل اور حب الوطن لوگوں میں سے خیال کرتے ہیں اور اُن کی تعلیم کے پھیلنے پر ہی ہندوستان کی اصلی نجات سمجھتے ہیں ٭

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باب ششم

براہمو سماج کی قائمی

یوں تو راجہ رام موہن رائے کی زندگی کے جس پہلو پر نگاہ ڈالی جائے وہیں ہم اُن کو ہر ایک قسم کی اصلاح کا موجد و محرک پاتے ہیں مگر اُن کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد جس کے حصول کے لئے اُنہوں نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ یہانتک کہ بعض اوقات اُن کی جان تک خطرہ میں پڑ جاتی تھی۔ براہمو سماج کی قائمی تھا۔ اگر یہ تمہ براہمو دھرم کی روشنی اُن کی رہبر نہ ہوتی تو یہ کب ممکن تھا کہ وہ ایسے بیدھڑک طریقہ پر ہر ایک قسم کی بیرونی اور اندرونی مخالفت کو پاؤں تلے روند کر مختلف اصلاحوں کے میدان میں اس قدر بڑھ چڑھ کر قدم مارتے۔ ہم پہلے اسبات کا ذکر کر چکے ہیں کہ اُنہیں مذہبی کتب مقدسہ کی چھان بین اور مطالعہ کا ازبس شوق تھا۔ اس لئے اُنہوں نے بغیر کسی قسم کے تعصب کے تمام مذاہب کی کتب مُقدسہ کا اُن کی اصلی اور ابتدائی زبان میں مطالعہ کیا۔ اور ہر ایک میں سے ایک نراکار پرمیشور وحدہٗ لاشریک کی پوجا اور پرستش کا عالمگیر اصول نکالا اور اسی پرستش

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی دنیا میں بنیاد ڈالنا اُن کی زندگی کا سب سے بڑھ کر مقصد اور مدعا تھا اور اِس کے حصول کے لئے انھوں نے تن من دھن سے سعی کی۔ عیسائی۔ مسلمان اور ہندو صاحبان جو طرح طرح کے غلط اصولوں کے معتقد تھے اُن سے وہ بحث مباحثہ کیا کرتے اور ان کو وہ اُن کی اپنی ہی کتابوں سے بے ملاوٹ وحدانیت کا امرت نکال کر پیش کرتے اور وہ بیچارے اپنا سا مُنہ لے کر چلے جاتے۔

اُن کی لیاقت اور آزاد خیالی کا شہرہ اب چاروں طرف پھیلنے لگا اور سمجھدار لوگ یکے بعد دیگرے اُن کی طرف رجوع کرنے لگے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں اُن کی بہت سے دانا اور فہیم اشخاص سے محبت ہو گئی۔ اور ۱۸۱۵ء میں اُنھوں نے روحانی ترقی کیلئے ایک سوسائیٹی قایم کی جس کا نام آتمیہ سبھا رکھا۔ اِسکے جلسے ہفتہ وار ہوتے تھے اور عموماً یہ کارروائی ہوتی تھی کہ اوّل تو راجہ رام موہن رائے اور ان کے دوستوں کے چند تصنیف کردہ وحدانیت کے بھجن ہوتے تھے اور بعد میں ہندو شاستروں سے پاٹھ ہوتا تھا اوّل اوّل پنڈت شیو پرشاد مصر پاٹھ کیا کرتے تھے اور گوبند مل بھجن گایا کرتے تھے اِس سبھا کے جلسے پبلک نہ تھے بلکہ خاص خاص دوست اِس میں شامل ہوتے تھے۔ اُن میں آنند چندر بوس بابو نند کشور بوس اور بابو راج نراین بسر اور ایک اور شخص ہری ہر آنند تیرتھ سوامی جی جو راجہ رام موہن رائے کو اِس سبھا کے کام میں بہت مدد دیتے تھے شامل تھے یہ شخص پہلے سادھو تھا۔ بھرمن کرتا ہوا کلکتہ پہونچا۔ اور اِس کی راجہ رام موہن رائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے ملاقات ہوئی راجہ رام موہن رائے نے اُسکی لیاقت اور آزاد طبعی کی بہت قدر کی اور پھر اُسکی راجہ صاحب سے اس قدر صحبت ہوگئی کہ سایہ کی طرح اُن کے ساتھ ساتھ رہتا تھا۔ مسٹر دھے رامچندر ودیا باگیش جو برامھو سماج کے سب سے پہلے اچاریہ تھے اس شخص کے چھوٹے بھائی تھے۔ اُس وقت راجہ رام موہن رائے کی ایک انگریز صاحب مسٹر ڈیوڈ ہیر نامی سے بھی بہت دوستی تھی۔ وہ بھی راجہ رام موہن رائے کی سبھا میں شامل ہوتے تھے ایک طرف تو ہری ہر آنند تیرتھ سوامی مشرقی بھاؤ اور خیالات کے نمونہ تھے اور دوسری طرف مسٹر ڈیوڈ ہیر مغربی پہلو دکھلاتے تھے اور راجہ رام موہن رائے کا کام ان دونوں قسموں کے بھاؤوں اور خیالات کو ملا کر ایک معجون معتدل بنانا تھا۔

ایڈم صاحب جن کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔ راجہ صاحب کے ہمدم وہمراز تھے۔ اُن کو انہوں نے یونیٹیرین ایسوسی ایشن۔ یعنے انجمن مذہب موحدین قایم کرنے میں امداد دی اور وہ اور بابو دوارکا ناتھ ٹھاکر بابو پرسنو کمار اور بابو رادھا پرشاد رائے عرصہ تک اس انجمن کی کارکن کمیٹی کے ممبر رہے اور جب اس انجمن کے متعلق مکان اور سکول کی تجویز ہوئی۔ تو راجہ رام موہن رائے کے لڑکے رادھا پرشاد رائے نے اپنا مکان دے دیا اور راجہ رام موہن رائے نے پانچہزار روپیہ خود چندہ دیا۔ اور بہت سا روپیہ اپنے دوستوں سے اکٹھا کر دیا یہ انجمن کچھ روز کے بعد بند ہوگئی۔ مگر پھر فروری ۱۸۲۷ء میں اسکا از سر نو آغاز ہوا۔ مگر لوگوں نے ایسے غیر ملک کے طریقہ کی پرستش خیالی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کر کے کچھ توجہ نہ کی اور حاضری بہت کم ہونے لگی آخر یہ انجمن بند ہو گئی
ایڈم صاحب نے اپنے مشن کے پرچار کے لئے بہت سی تجاویز سوچیں
مگر کوئی بھی کارگر نہ ہوئی۔ کیونکہ لوگوں میں گو سچے دھرم کی بھوک موجود
تھی مگر وہ ایڈم صاحب کے کام کو کچھ اچھی نگاہ سے نہ دیکھتے تھے راجہ
رام موہن رائے اپنی فراست سے یہ معلوم کر گئے تھے کہ ہندو لوگوں
کا شروع شروع میں مذہب موحدین کے طریقہ کی پرستش میں شامل
ہونا اور اسکو پسند کرنا مشکل ہے۔ اسلئے انہوں نے بھی اس کے
جاری رکھنے پر کچھ زور نہ دیا۔

ایک دفعہ جب راجہ رام موہن رائے اور ان کے دوست انجمن
مذہب موحدین سے اپاسنا کے بعد واپس آ رہے تھے تو تارا چند
چکرورتی اور ایک اور صاحب نے اپنے اثناء گفتگو میں کہا کہ غیروں
کی پرستش گاہوں میں جانے سے کیا فائدہ۔ ہمیں ایک نراکار پرمیشور
کی اپاسنا کے لئے اپنا علیحدہ مندر بنانا چاہئے۔ یہ بات راجہ
رام موہن رائے کے دل میں گھر کر گئی۔ اور انہوں نے اپنے دوستوں
بابو دوارکا ناتھ ٹھاکر اور رائے کالی ناتھ رائے منشی سے مشورہ
کیا جب سب کی صلاح ہو گئی تو راجہ رام موہن رائے کے مکان میں
ایک جلسہ ہوا جس میں بہت سے دوست اور ہمدرد شامل ہوئے
اور تجویز ہوا کہ جب تک کوئی مناسب جگہ مندر کے لئے نہ ملے اس
وقت تک چیت پور روڈ پر جوڑاسنکو میں کمل لوچن بوس کا مکان کرایہ
لیکر وہاں ہفتہ وار نراکار پرمیشور کی اپاسنا کی جائے۔ چنانچہ اول

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۲۰۔ اگست ۱۸۲۸ء کو اُپاسنا ہوئی اور یہی درحقیقت برہمو سماج
کی زبردست تحریک کا آغاز تھا۔ پہلے اس کا نام برہم سبھا رکھا گیا
پہلا اُپدیش پنڈت رامچندر شرما کا ایشور اپوجا پر تھا۔ شاستر کا بحث لیکھر
لایق اچاریہ نے اُسکی نہایت موثر طریقہ پر پرچار کی اور تارا چند چکروتی
نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کر کے شایع کیا۔ ان دنوں اس سبھا کے ہفتہ
وار جلسے سنیچر کے دن سات سے نو بجے تک ہوتے تھے۔ ایڈم صاحب
کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اوّل دو یا تین پنڈت اکٹھے ملکر وید منتر
نہایت سریلی آواز سے اُچارن کیا کرتے تھے اور پھر بنگالی زبان میں ایک
اور پنڈت اُن کی ویاکھیا (تشریح) کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد بنگالی
زبان میں اُپدیش ہوتا تھا اور آخر پر سنسکرت اور بنگالی زبان میں
باجہ کیساتھ بھجن ہوتے تھے۔ تعداد حاضرین پچاس اور ساٹھ کے
درمیان ہوتی تھی۔ اور بہت سے معزز اور لایق برہمن بھی اُس پوجا
میں شامل ہوتے تھے شروع شروع میں دو تلنگی پنڈت ویدوں کا
پاٹھ کرنے کے لیے مقرر کیے گئے تھے۔ اُتسادن آنند ودیا باگیش اُپنشد
سے پاٹھ کرتے تھے اور رامچندر ودیا باگیش ویاکھیا کرتے تھے اس سبھا کے
اوّل سکرٹری بابو تارا چند چکروتی مقرر ہوئے۔

یہ پرستش کا طریقہ دیکھ کر راجہ رام موہن رائے کے انگریز دوست
تو بہت گھبرائے کہ راجہ رام موہن رائے کیا گڑبڑ کرنے لگے ہیں۔ یہاں
تک کہ ان کے دوست ایڈم صاحب بھی حیران ہوئے مگر انہوں نے
بعد تحقیقات ۲۲ جنوری ۱۸۲۹ء کو اپنے دوست ڈاکٹر ٹکر صاحب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو ولایت یہ لکھا کہ میرا خیال ہے کہ راجہ رام موہن رائے اِس سبھا کے اِس وجہ سے حامی نہیں ہیں کہ وہ ویدوں کے کلام الٰہی ہونے کے معتقد ہیں بلکہ وہ اسے بت پرستی کی جڑ اکھاڑنے کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں گو بہت سے کم ظرف لوگ بدظن ہو رہے تھے مگر پھر بھی اس سبھا کی طرف دنوں دن لوگ کھنچے لگے - اور گنے دنوں میں ہی اُسکی جڑ جم گئی - راجہ رام موہن رائے کا تعلق اپنے پیرؤوں سے بہت بڑھ گیا اور رات دن وہ اُن کی بہتری اور بہبودی کے خواہاں رہنے لگے سبکو وہ فارسی لفظ برادر سے خطاب کرتے تھے اور اُن کے ششش اُنہیں دیوان جی کہہ کر بُلاتے تھے - اُن کا پریم عالمگیر تھا - ہر ایک شخص کو وہ بھائی کہہ کر پکارتے تھے - جب کبھی کوئی خوشی کا موقع ہوتا تھا تو فرط جوش میں اپنے دوستوں اور ششوں کو بغلگیر کرتے تھے -

کہتے ہیں کہ اس عالمگیر مذہب نے ان کے دل کے اندر ایسا گھر کر لیا تھا کہ جب اُسکا ذکر کرتے تھے تو اکثر آنکھوں میں سے آنسو نکل آیا کرتے تھے - وہ اپنے پوجا پاٹھ میں ایسے زبردست تھے کہ صبح اُٹھ کر سب سے پہلا کام اُنکا اپنے معبود کی بندگی اور پرستش تھا -

آتمیہ سبھا کی مخالفت کرنے کے لئے ۱۸۱۹ء میں بہاری لال چوبے کے مکان پر ایک بڑا بھاری جلسہ ہوا جسمیں بڑے بڑے روساء و معززین شہر شامل ہوئے - راجہ صاحب بھی گئے - برہمن صاحبان کہتے تھے کہ ہر کس ناکس وید پاٹھ کا ادھیکاری نہیں - مگر راجہ صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں وہ دلایل دیں کہ مخالفین دم بخود رہ گئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جب اور کچھ نہ بن پڑا تو اُن لوگوں نے یہ مشہور کر دیا۔ کہ یہ لوگ اس نئی سبھا میں نیچ اونچ کرتے ہیں اور اس طرح پر سناتنیوں کو بھڑکا کر اپنے دل کا پھپھولا پھوڑا۔ جب اس طرح پر بھی دال نہ گلی تو راجہ صاحب پر برادن کے رشتہ داروں سے جایداد کے متعلق نالش کرا دی اور پھر راجہ بردوان سے ان کے باپ کے قرضہ کے متعلق اُن پر استغاثہ دائر کرا دیا۔ اور ان جھگڑوں میں راجہ صاحب کا بہت سا قیمتی وقت ضائع ہوا۔ اور بہت سر دردی اُٹھانی پڑی۔

باوجودیکہ وہ بہت سے مخمصوں میں مبتلا رہے۔ مگر اُنہوں نے اپنے اعلےٰ مقصد کو ہرگز نظر انداز نہ کیا۔ انہوں نے برامھ سبھا کی قایمی کے تھوڑے عرصہ بعد ہی ایک رسالہ عالمگیر دھرم لکھا اور اپنشدک حوالہ جات کی بنا پر مذہبی تعلیم دوسرا رسالہ نکالا۔ جُوں جُوں وقت گذرتا جاتا تھا تُوں تُوں یہ ضرورت زیادہ اور زیادہ محسوس ہوتی جاتی تھی کہ سماج کے لئے ایک عمدہ مندر ہو اور اُس کا انتظام باقاعدہ کمیٹی کے سپرد ہو۔ چنانچہ چیت پور روڈ پر ہی ایک جگہ خرید کی گئی اور اُس پر مناسب عمارت تیار کرائی گئی اور چھ ہزار روپیہ ایک کمپنی کے پاس رکھا گیا جس کے سود سے ماہواری معمولی اخراجات چلیں اور تین شخص بیکنٹھ ناتھ رائے رادھا پرساد رائے اور رام ناتھ ٹھاکر ٹرسٹیان یعنے منتظمان جایداد مقرر ہوئے۔ اور ایک ٹرسٹ ڈیڈ رقبالہ میں واضح طور پر مندر و سماج کے اغراض و مقاصد ظاہر کردئے جن کا خلاصہ اختصار کے طور پر ذیل میں درج ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۱) اس مندر میں برہمانڈ کے بنانے والے نراکار پرمیشور کی پوجا ہوگی

(۲) اس مندر میں بلا لحاظ قوم و ملت ہر ایک شخص کو آکر نراکار پرمیشور کی اپاسنا کرنے کا اختیار ہے۔

(۳) اس میں کسی مذہب یا فرقہ کے معبود کی تقریر یا بھجن میں نندا یعنے بُرائی نہ کی جائے گی۔

(۴) اس میں بکرے یا اور مادّی چیزوں کی قربانی نہ ہو گی۔

(۵) کسی قسم کی تصویر یا بُت یا فوٹو وغیرہ یہاں نہیں رکھی جائیگی وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ ۲۳ جنوری ۱۸۳۰ء کو یہ عمارت بنکر تیار ہو گئی اور وہی دن اُس کی پرتشٹھا کا رکھا گیا۔ ایک یوروپین صاحب مسٹر منٹگمری نامی اپنی کتاب موسومہ انگریزی بستیوں کی تواریخ میں فرماتے ہیں کہ میں بھی اس دلچسپ رسم میں شامل تھا۔ حاضرین کی تعداد کوئی پانسو کے قریب ہو گی۔ اختتام رسم کے بعد بہت سا دان بھی دیا گیا۔ آجکل تمام ہندوستان کی برہمو سماجوں میں یہی مبارک دن ۱۱ ماگھ برہمو سماج کی قائمی کا دن سمجھ کر منایا جاتا ہے۔ سارے ہندوستان میں اس دن اُتسب ہوتے اور خوشیاں منائی جاتی ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باب ہفتم

راجہ صاحب کی ولایت کی سیر و وفات

راجہ صاحب کا عرصہ دراز سے یہ ارادہ تھا کہ یوروپ کی سیر کو جائیں مگر مدت تک یہ ارادہ تکمیل کو نہ پہونچا۔ سب سے بڑھ کر اس سیر کے متعلق اُن کا یہ منشا تھا کہ خود جاکر یوروپ کے ملکی معاملات علوم و فنون۔ سائنس وغیرہ کی نئی ایجادوں کا مشاہدہ کریں اور نیز مذہب عیسوی کی عملی زندہ مثالیں بچشم خود دیکھیں۔ مگر اس دور دراز سفر کے لئے روپیہ کہاں سے آتا۔ اُن کا اپنا روپیہ تو جائداد کے تنازعے اور کُتب اور رسالوں کی اشاعت میں خرچ ہو چکا تھا۔ اب کرتے تو کیا کرتے۔ جوں جوں وقت گذرتا جاتا تھا توں توں اُن کا شوق روز بالا دو بالا ہوتا جاتا تھا۔ جب اُنھوں نے دیکھا کہ رسم ستی کے حامیان نے گورنمنٹ ہند کے فیصلہ کے برخلاف ایک لمبی چوڑی عرضی بھیجی ہے۔ تو وہ بڑے مضطرب ہوئے۔ اُن کا ارادہ تھا کہ خود ولایت جاکر اس عرضی کے بجز دلائل کی لغویت جتلا کر اُسکو منسوخ کرائیں۔ ایشور پرماتما کی مہربانی سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک نہایت عمدہ موقعہ ہاتھ آگیا۔ اکبر ثانی بادشاہ دہلی کے اختیارات پر ان دنوں کمپنی نے بہت کچھ دست اندازی کی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ ولایت میں شاہ انگلستان کے حضور اپیل کریں۔ اس مطلب کے لئے شاہ دہلی کو ایک نہایت تجربہ کار قانون دان کی ضرورت تھی چنانچہ تمام ملک میں تلاش کے بعد یہ قرار پایا کہ راجہ رام موہن رائے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیں۔ چنانچہ شاہ دہلی نے اُن کو راجہ کا خطاب عطا فرمایا اور اپنا سفیر بنا کر زر کثیر دے کر ولایت کو روانہ کیا اور راجہ صاحب بمعہ دو ملازمان بتاریخ ۱۹ نومبر ۱۸۳۰ء کو البیین نامی جہاز پر کلکی سے روانہ ہوئے۔

اس وقت انگلستان کا نیا راستہ جاری نہ تھا اور جہازوں کو افریقہ کے گرد ہو کر جانا پڑتا تھا چنانچہ راجہ صاحب چار مہینے بیس روز جہاز میں رہکر ۸۔ اپریل ۱۸۳۱ء کو لیورپول میں پہونچے۔

افسوس کہ اُن کے سفر کے حالات پورے طور پر معلوم نہیں ہوئے مگر ان کے ایک ہمراہی انگریز کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر کے دن نہایت چین سے گذرے تھے اور تمام مسافر راجہ صاحب کے خلق اور ہر دلعزیزی کے ثناخوان تھے۔

یورپ میں اُن کی شہرت پہلے ہی پہونچ چکی تھی کیونکہ پادری صاحبان اپنے مباحثوں کی رپورٹیں ولایتی اخباروں میں چھپواتے تھے اور نیز دیگر انگریز صاحبان جو چٹھیں ہندوستان کے معاملات کی بابت اپنے دوستوں کو بھیجتے تھے وہ بھی اخباروں میں شایع ہوتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تھیں اور اُن میں راجہ صاحب کی غیر معمولی ذہانت کا ذکر ہوتا تھا۔ علاوہ ازیں یونیٹیرین سوسائٹی نے راجہ صاحب کے مباحثے اور رسالے چھپوا کر تمام یوروپ اور امریکہ میں پھیلا دیئے تھے اور مغربی دُنیا کے خیر خواہانِ نسل انسان راجہ صاحب کا حال پڑھ پڑھ کر جامہ میں پھولے نہ سماتے تھے جب اُن کی روانگی کی خبر ولایت میں پہونچی تو بہت سی آنکھیں نہایت شوق سے اُن کی آمد کا انتظار کرنے لگیں۔ اگرچہ بہت سے شرفا خواہشمند تھے کہ راجہ صاحب اون کے مہمان ہوں۔ مگر راجہ صاحب کسیکو تکلیف نہ دینا چاہتے تھے۔ اس لئے وہ ایک ہوٹل میں مقیم ہوئے۔ اور بہت سے انگریز اُن کی ملاقات کو آنے لگے۔ یہاں کا سب سے بڑا واقعہ اُن کی ولیم راسکو صاحب سے ملاقات ہے ہندوستان کے بہت سے تعلیم یافتہ اس مشہور فلاسفر کے نام سے واقف ہیں۔ ان صاحب کو راجہ صاحب کی تصنیفات دیکھ کر عرصہ سے شوق ہو رہا تھا کہ ان سے ملیں۔ کچھ عرصہ پہلے ان صاحب نے راجہ صاحب کے پاس اپنی کتابوں کا ایک بنڈل روانہ کیا تھا اور ایک چٹھی بھیجی تھی جس کے آخری الفاظ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"کچھ عرصہ سے ہم اس اُمید سے خوش ہو رہے ہیں کہ آپ کو اس ملک میں دیکھیں گے۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ میری تقدیر میں یہ خوشی نہیں ہے۔ بہر کیف میرے لئے یہی بڑی خوشی کا باعث ہوگا۔ کہ میں مرض لقوہ کے حملوں سے جس میں کہ میں چند سال سے مبتلا ہوں۔ اس وقت تک بچا ہوا ہوں۔ جب میرے کان میں یہ خبر پہونچے۔ کہ میں نے اس شخص سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عقیدت اور محبت کے اظہار میں جو اس قدر عرصہ سے آپ کی نسبت میرے دل میں جاگزین ہے اور جسکو میں آیندہ کسی نہ یا دہ خوشی کی زندگی میں تازہ کر لینے کی اُمید رکھتا ہوں نہایت خلوص دلی سے جو نشان ارسال کیا ہے وہ آپ کو مِلگیا ہے۔"

جب لیورپول میں پہونچکر اُس بزرگ ولیم راسکو سے جسکی شُہرت تمام دنیا میں پھیل گئی تھی راجہ صاحب مِلنے گئے تو نہایت تپاک سے مِلے۔ اور راسکو صاحب نے شکر کیا کہ میں یہ دن دیکھنے کو زندہ رہا اُن کی بزرگ میم صاحبہ نے بھی راجہ صاحب کی خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ ان دونوں خاوند بیوی نے راجہ صاحب کے پاک خیالات اور نیک ارادوں سے پورے طور پر ہمدردی ظاہر فرمائی مشہور فاضل سپرجم صاحب سے بھی راجہ صاحب کی ملاقات ہوئی۔ اب اُنکو لنڈن پہونچنے کی دھن سمائی ہوئی تھی۔ کیونکہ جن مقاصد کے لئے ولایت کا سفر اختیار کیا تھا وہیں جاکر پورے ہوتے تھے اسی سبب سے وہ بہت ہی دعوتوں کے بلاوے جو لیورپول سے اُن کے پاس بھیجے گئے تھے قبول نہ کر سکے اور راسکو صاحب سے لارڈ بروہم صاحب کے نام چٹھی لیکر لنڈن کو روانہ ہوئے۔

لنڈن پہونچکر یہ ایک ہوٹل میں مقیم ہوئے۔ جب لنڈن میں اُنکے آمد کی خبر پھیل گئی تو صبح سے شام تک اِن کے مکان کے سامنے گاڑیوں کا جمگھٹا رہنے لگا۔ لنڈن کے بڑے بڑے آدمی اُن کے درشنوں کو آئے اور اُن کی شیریں کلامی اور پاک ارادوں سے خوش ہوگئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مشہور فلاسفر جیریمی بنتھم بھی اُن کی ملاقات کو تشریف لائے۔ انہیں ایسی گہری محبت ہو گئی کہ وہ ہمیشہ راجہ صاحب کو انسانی خیر خواہی میں اپنا سچا محب و مددگار کہہ کر پکارا کرتے تھے اُنہوں نے ایک چٹھی میں راجہ صاحب کی زبردست تحریر کی بابت تحریر فرمایا ہے "آپ کی تصانیف سے مجھے ایک ایسی کتاب کے ذریعہ واقفیت پیدا ہوئی کہ جس کی عبارت کو اگر اُس پر ہندو نام نہ ہوتا تو میں کسی نہایت ہی اعلےٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور فاضل انگریز کی قلم سے منسوب کرتا"

اِن کے لنڈن پہونچنے کے تھوڑے روز بعد ہی یونیٹرین ایسوسی ایشن کا بڑا بھاری جلسہ ان کو خیر مقدم کہنے کے لئے منعقد ہوا جس میں راجہ صاحب ڈاکٹر کارپینٹر صاحب کے ساتھ تشریف لے گئے اور حاضرین جلسہ نے خوب چیئرز دیں۔ اس جلسہ میں بڑے بڑے مشہور انگریزوں نے بڑے زور شور سے نہایت زبردست الفاظ میں راجہ صاحب کی بیغرضانہ کوششوں کی داد دی۔ پھر تمام حاضرین راجہ صاحب کو عزت دینے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اختتام جلسہ پر راجہ صاحب نے دلسے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور اثناء تقریر میں فرمایا کہ میں ایک خدا کو مانتا ہوں اور قریب قریب اُنہیں اصولوں کا قائل ہوں جن کو آپ مانتے ہیں اور یہی اصول میری نجات اور روح کی شانتی کے باعث ہیں۔

تھوڑے ہی دنوں میں اُنہوں نے انگریزوں کو اپنا گرویدہ کر لیا اور بہت سے اُن کے دلی دوست ہو گئے۔

اکثر خانگی تقریبوں میں وہ بلائے جاتے تھے۔ جتنے یونیٹرین گرجا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تھے - خواہ لنڈن میں یا اُس کے گرد و نواح میں وہاں راجہ صاحب تشریف لے گئے یہی نہیں بلکہ عیسائی گرجاؤں میں بھی یہ خوشی سے جاتے تھے کیونکہ کسی خاص مذہب کی طرف سے اُنہیں تعصب تو بالکل تھا ہی نہیں ہر جگہ سے سچائی قبول کرنا اُن کے اعلیٰ دھرم کا لب لباب تھا۔

گورنمنٹ کی طرف سے اُن کے ساتھ بہت اچھا سلوک ہوا۔ شاہ انگلستان کے ہاں سے اُن کا راجہ کا خطاب بحال رکھا گیا اور شاہ دہلی کے وظیفہ میں تین لاکھ روپیہ سالانہ کا اضافہ بھی ہو گیا اور شاہ انگلستان کے حضور میں راجہ صاحب پیش ہوئے۔ اور ولیم چہارم کی تاجپوشی کے وقت اُن کو ممالک غیر کے سفیروں میں کرسی ملی۔ اور پل لنڈن کے افتتاحی جلسہ میں گورنمنٹ کی طرف سے اُن کو دعوت میں مدعو کیا گیا سب سے زیادہ اعزاز جو اُن کو بخشا گیا وہ یہ تھا کہ اُن کو ہندوستان کے معاملات پر رائے دینے کی اجازت دی گئی۔

سنہ ۱۸۳۲ء میں ہوس آف کامنز کی ایک کمیٹی معاملات ہند پر غور کر رہی تھی اور معزز انگریزوں کی جو ہندوستان کے حالات سے واقف تھے گواہی لی جاتی تھی۔ راجہ صاحب کو بھی اس کمیٹی کے سامنے اپنے پیارے ملک کی بابت اپنی رائے دینے کا فخر حاصل ہوا۔ راجہ صاحب کی گواہی جو اُن کی انگریزی کلیات جلد دوم میں درج ہے اُس بیدار مغزی صداقت، صاف باطنی و لیاقت کا ثبوت ہے جو کسی کسی میں ہی پائی جاتی ہے۔

اُنہوں نے دو ملکی اصلاحیں پیش کیں جن کو پچاس برس بعد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انڈین نیشنل کانگریس کے پروگرام میں داخل کیا گیا اور جن پر ہمارے ملکی ریفارمر ایک حرف بھی زیادہ نہ کر سکے۔

اُس گواہی کا جو اُنہوں نے ہندوستان کے ملکی معاملات پر دی کچھ مختصر ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ راجہ صاحب ہندوستان کے ملکی معاملات سے پورے طور پر واقفیت رکھتے تھے اور مختلف ممالک کی تواریخ میں ماہر تھے۔ اور نیز اپنے ملک پر پورے نثار ہونے والے محب وطن تھے اُن سے ۱۴۵ سوالات ہندوستان کی بابت کئے گئے تھے۔ جن کے جواب میں اُنہوں نے نہایت بیدار مغزی ظاہر کی اور تمام دُنیا کو بتلا دیا۔ کہ وہ ہندوستان میں نہ صرف مذہبی ہی بلکہ ملکی اصلاح میں بھی پہلے ہی آدمی ہیں۔ اُن سوالوں کے جواب میں جو اُن پر کئے گئے اُنہوں نے بہت سی اصلاحیں پیش کیں جن کا ذکر ہم (صفحہ ۱۰۴) پر کر چکے ہیں۔ اور نیز اور بھی مضامین پر خوب دھڑلے سے اپنی رائے کا اظہار فرمایا۔ ہم بڑے زور کے ساتھ اپنے ہموطنوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی موجودہ ملکی ریفارمر بھی اِس سے زیادہ کچھ کہہ سکتا ہے۔ اِس حالت میں اگر راجہ رام موہن رائے کو جد امجد نیشنل کانگرس کہا جائے تو بیجا نہیں۔ علاوہ ازیں راجہ صاحب نے کمیٹی کے سامنے اسبارہ میں بھی کہ آیا انگریزوں کے ہندوستان میں آباد ہو جانے میں فائدہ ہے یا نقصان۔ نہایت متانت سے گفتگو کی تھی اور آخر میں بڑی پُر زور دلایل سے ثابت کیا تھا کہ یہ تجویز فائدہ بخش ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُن کا یہ بھی ارادہ تھا کہ یوروپ کے اور ممالک اور نیز امریکہ کی بھی سیر کریں۔ مگر پارلیمنٹ کے اجلاس کے سبب اُنھیں فرصت نہ ہوئی جب سنہ ۱۸۳۲ء کے موسم سرما میں اجلاس بند ہوا تو وہ اپنے پُرانے دوست ڈیوڈ ہیر صاحب کے ایک بھائی کو ساتھ لے کر فرانس کو روانہ ہوئے وہاں اُن کی خوب آؤ تواضع ہوئی شہنشاہ لوئی فلپس نے کئی دفعہ اُن کی دعوت کی اور اُن کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ اور پیرس کی ایشیاٹک سوسائیٹی کا آنریری ممبر بنا کر اُن کو عزت بخشی۔ فرانس میں اُن کی مشہور شاعر مسٹر ٹامس مور سے ملاقات ہوئی۔ کچھ روز فرانس میں رہ کر راجہ صاحب واپس لندن چلے آئے۔

پارلیمنٹ میں اُس وقت مسودہ قانون ہند پیش تھا اور راجہ صاحب بڑے شوق سے اُس مباحثے کو سُنا کرتے تھے اگرچہ ڈاکٹر کارپنٹر صاحب اور اُن کے بہت سے اور دوست برابر برسٹل سے بلاوے پر بلاوا بھیجتے تھے مگر راجہ صاحب کو یہ فکر تھا کہ مسودہ قانون ہوس آف لارڈس سے پاس ہو کر قانون بن جاوے۔ چنانچہ ۱۶۔ اگست سنہ ۱۸۳۳ء کو یہ قانون پارلیمنٹ سے پاس ہو کر ۲۸۔ اگست سنہ مذکور کو شاہی دستخطوں کے بعد قانون بنگیا۔ اس قانون سے ہندوستان کے انتظام میں بہت سی بہتر تبدیلیاں ظہور میں آئیں۔

شروع ماہ ستمبر میں راجہ صاحب لندن سے اپنے حصول مقاصد کے بعد روانہ برسٹل ہوئے مس ہیر صاحبہ جو اُنکے مشہور دوست ڈیوڈ ہیر کی بھتیجی تھیں اس وقت اُن کے ساتھ تھیں اور آخری وقت تک راجہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صاحب کی خدمت کرتی رہیں۔ وہ اُن کو اپنی بیٹیوں سے کچھ کم نہ جانتے تھے۔ راجہ صاحب برسٹل میں مس کیسل صاحبہ کے عالیشان مکان میں فروکش ہوئے۔ چونکہ راجہ صاحب لندن میں بہت کچھ سرگرداں رہے تھے اسلئے اُنہوں نے برسٹل میں چند دوستوں کے ساتھ کچھ دن گذارنے غنیمت سمجھے۔ مگر ہائے! یہ کس کو معلوم تھا کہ راجہ صاحب ہمیشہ کے لئے برسٹل میں ہی بستر استراحت پر آرام کرینگے راجہ صاحب دو دفعہ ڈاکٹر کارپینٹر صاحب کے گرجا میں گئے اور نیز وہ عیسائیوں کے گرجاؤں میں جایا کرتے اور اکثر کوئی نہ کوئی راگ سُنا کر حاضرین کو محظوظ کیا کرتے تھے۔

۱۱ ستمبر کو ایک بڑا بھاری جلسہ برسٹل میں راجہ صاحب سے ملاقات کرنے کی غرض سے منعقد ہوا اُس میں بہت سے لائق و ذی رُتبہ اشخاص شامل تھے۔ جو راجہ صاحب کے خُلق و شیریں کلامی اور بیدار مغزی سے موثر ہو کر گئے۔ ۱۶ ستمبر کو ایک اور جلسہ ہوا جس میں راجہ صاحب برابر تین گھنٹے تک کھڑے ہوئے تقریر کرتے رہے اور ہندوستان کے متعلق ہر ایک قسم کے سوالوں کا تسکین بخش جواب دیتے رہے۔ پر کون جانتا تھا کہ راجہ صاحب کا یہ دُنیا میں آخری کام تھا۔ اس جلسہ کے تین روز بعد یعنی ۱۹ ستمبر ۱۸۳۳ء کو اُنہیں بخار ہو گیا اور آہستہ آہستہ بڑھتا گیا۔ ڈاکٹر الیسٹن صاحب نے ان کا معالجہ شروع کیا۔ مگر کچھ افاقہ نظر نہ آیا۔ بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی جب حالت نازک ہونے لگی تو ۲۳ ستمبر کو ڈاکٹر کیمرک اور ڈاکٹر پریچارڈ کو بلایا گیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر ایشور پرماتما کی مرضی میں کون دخل دے سکتا ہے جو کچھ مناسب ہوتا ہے وہی کرتے ہیں اُن کی رائے میں راجہ صاحب کا دنیا میں کام ختم ہو چکا تھا۔ غرض راجہ صاحب کی پاک روح بتاریخ ۲۷۔ ستمبر ۱۸۳۳ء بروز جمعہ رات کے ۲ دو بجے ۲۵ پچیس منٹ پر اس قالب خاکی سے پرواز کر کے عالم ارواح میں داخل ہوئی۔ اُس وقت اُن کے کمرہ میں مس ہیر۔ مس کیڈل۔ مسٹر ہیر۔ مسٹر سٹیلٹن۔ مس کیسل۔ رام ہری اور ایک یا دو اور نوکر موجود تھے سب کے سب اس حادثہ جانگاہ سے بیتاب تھے۔ مگر ایشور کی مرضی پر شاکر تھے۔ غرض راجہ صاحب کے کان میں ان کے ملازم رام رتن نے کچھ دعا پڑھی۔ اور ان کو بستر پر لٹا دیا۔ اگلے دن ایک مصوّر کو بلا کر راجہ صاحب کے سر اور چہرہ کی تصویر اتروائی گئی۔ اور شنبہ کے روز ایک ڈاکٹر نے لاش کا امتحان کیا۔ معلوم ہوا کہ دماغ میں سوزش ہو کر پیپ پیدا ہو گئی تھی۔ غرض مس کیسل صاحبہ کے چوگان کے متصل راجہ صاحب چپ چاپ ۱۸۔ اکتوبر ۱۸۳۳ء کو بلا کسی ہندو یا مسیحی رسم و رواج کے مدفون ہوئے ۱۸۴۲ء میں راجہ صاحب کے یار غار بابو دوار کا ناتھ ٹھاکر صاحب والد شریف مہرشی دیوندر ناتھ ٹھاکر ولایت تشریف لے گئے۔ تو انہوں نے اُن کا تابوت مس کیسل کے چوگان سے اٹھوا کر برسٹل کے ایک نہایت خوشنما قبرستان میں دفن کرایا۔ اور عمدہ مشرقی طرز کی ایک عمارت بھی بنوائی جس پر ۱۸۷۲ء میں مرمت ہو کر مفصلہ ذیل کتبہ انگریزی زائد کیا گیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کُتبہ

اس پتھر کے نیچے راجہ رام موہن رائے مدفون ہیں۔ جو وحدت ذات باری کے سچّے اور ثابت قدم معتقد تھے۔

انہوں نے اپنی زندگی کو کامل عبودیت سے صرف ذات آلہی کی پرستش کے لئے تصدق کر دیا تھا۔

قدرتی اعلےٰ ذہانت کے ساتھ وہ بہت سی زبانوں کے کامل ماہر تھے اور چھوٹی ہی عمر میں اپنے زمانہ کے ایک سب سے بڑے فاضل کی شہرت انہوں نے حاصل کی تھی۔

باشندگان ہند کی تمدنی۔ اخلاقی اور دنیاوی حالت کی اصلاح کرنے میں اُن کی لگاتار محنتیں۔ بُت پرستی و رسم ستی کے دور کرنے میں اُن کی سرگرم کوششیں اور ان کی دلسوزی کے ساتھ وکالت اور ہر ایک ایسے امر کی اصلاح جو خدا کا جلال اور انسان کی بہبودی بڑھانیوالا تھا۔ اُن کے ہم وطنوں کو شکر گذاری کے ساتھ یاد ہیں۔

یہ کُتبہ اس رنج و فخر کا اظہار کرتا ہے جس کے ساتھ اون کی اولاد ان کی یادگار قایم رکھتی ہے۔

وہ رادھانگر واقعہ بنگال میں سنہ ۱۷۷۲ء میں پیدا ہوئے تھے اور ۲۷ ستمبر سنہ ۱۸۳۳ء کو برسٹل میں ان کا انتقال ہوا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باب ہشتم

راجہ رام موہن رائے کی

لیاقت اور تصنیفات

راجہ رام موہن رائے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں فارسی۔ عربی سنسکرت اور انگریزی کے فاضل تھے۔ پنڈت ایشور چندر ودیا ساگر نے اپنی بنگلہ تاریخ میں لکھا ہے کہ "رام موہن رائے۔ سنسکرت عربی فارسی۔ اُردو۔ بنگلہ۔ انگریزی یونانی۔ لاطینی۔ فرانسیسی اور عبرانی زبانیں اچھی طرح جانتے تھے اور اُن زبانوں کے قدیم اور جدید لٹریچر سے بخوبی واقف تھے" ان کی تحریرات کو دیکھ کر لوگ عش عش کرتے تھے کہ کس بلا کا دماغ ہے۔ مسٹر ڈبلیو جے فاکس نے اسپارہ میں لکھا ہے "سائینس اور علم زبان میں ان کی لیاقت اس قدر زیادہ تھی کہ کسی ایک شخص میں بہت کم ہوتی ہے"

انگریزی میں وہ کیسے قادر تھے بہت لوگ اس بات سے واقف نہیں ہیں۔ وہ اپنی عمدہ انگریزی دانی کے لئے ہند اور انگلینڈ کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لوگوں سے بہت کچھ تعریف حاصل کر چکے تھے۔ مس کار پنیٹر نے اُن کی عمدہ انگریزی نویسی کی بہت تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ کبھی کسی قسم کے مضمون یا کتاب لکھنے میں اُنہوں نے کوئی غلطی نہیں کی۔

فلسفہ میں اُن کی بہت اعلےٰ لیاقت تھی۔ ولایت کے ڈاکٹر کارپنیٹر وغیرہ اُن کو فلاسفر کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ ہندو درشنوں میں بھی وہ ایسے ہی لایق تھے۔ مشہور بید انتی چندر شیکھر بسو نے اپنے ایک ویدانت کے رسالہ میں راجہ رام موہن رائے کی ویدانت دانی کی بہت کچھ تعریف کی ہے اُنہوں نے صاف لکھا ہے کہ ہند میں جس قدر لایق ویدانتی ہوئے ہیں رام موہن رائے اُن سب میں اعلےٰ شمار کئے جانے کے لایق ہیں یوروپین فلسفہ کی نسبت اُن کی رائے عمدہ نہیں تھی۔ مس کارپنیٹر نے لکھا ہے کہ رام موہن رائے نے انگریزوں سے کہا تھا کہ ہندوؤں کے قدیم درشنوں کے مقابلہ میں یوروپین فلسفہ بالکل ہیچ ہے۔ حقیقت میں رام موہن رائے کے وقت میں وہاں کا فلسفہ ایسی لایق تھا کہ لوگوں کے دلوں میں اُسکی عزت نہ ہو۔

اُن کی لیاقت کا شہرہ صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ یوروپ اور امریکہ تک پھیل گیا تھا۔ اور اُن کے کتب اور رسالے انگلستان۔ امریکہ اور فرانس میں بار بار شایع کئے گئے پورے طور پر اُن کی تصنیفات اور اُن کی علمی لیاقت کا حال معلوم کرنا تو ممکن نہیں کیونکہ اُن کی بہت سی تحریرات کا پتہ نہیں لگتا ہاں مرحوم مس کالٹ صاحبہ نے اُن کی تصنیفات کی ایک فہرست اپنی سوانح عمری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے آخر میں دی ہے ۔ جس کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں ۔ اُس سے اُن
کے علمی کام کا کچھ اندازہ لگ سکتا ہے ۔

سنہ ۱۸۰۳ء ۔ تحفۃ الموحدین ۔

سنہ ۱۸۱۵ء ۔ ترجمہ ویدانت سوتر بنگالی میں ۔

سنہ ۱۸۱۶ء ۔ خلاصہ ویدانت ۔ ترجمہ کینو و ایشو اُپنشد بنگالی و
انگریزی میں ۔

سنہ ۱۸۱۷ء ۔ ترجمہ کٹھو ۔ منڈوک ۔ منڈوکیا اُپنشد ۔ بنگالی
و انگریزی میں ۔

ہندو وحدانیت کا تحفہ حصہ اوّل و حصہ دوم ۔

سنہ ۱۸۱۸ء ۔ مکالمہ فرضی درمیان موید و مخالف رسم ستی ۔

سنہ ۱۸۲۰ء ۔ مکالمہ دوم ایضاً (۲) نصایح مسیح رہنمائے امن
و آرام ۔ (۳) عیسائیوں سے پہلا اپیل ۔

سنہ ۱۸۲۱ء ۔ عیسائیوں سے دوسرا اپیل ۔ برہمنیکل میگزین اوّل
دوم ۔ سویم سمباد کومدی ۔

سنہ ۱۸۲۲ء ۔ مرات الاخبار ۔ عورتوں کے قدیم حقوق ۔ چار سوالوں کا
جواب ۔

سنہ ۱۸۲۳ء ۔ عیسائیوں سے تیسرا اپیل ۔ رامداس کے نام سے چند
مضامین ۔ برہمنیکل میگزین نمبر چہارم ۔ اپنے ایک خدا پر یقین رکھنے
والے ہموطنوں کو چند ہدایات ۔ بیمار کے لئے دوائی (بنگالی) انگریزی
تعلیم پر لارڈ ایمہرسٹ صاحب گورنر جنرل ہند کے نام ایک خط ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سنہ ۱۸۲۴ء - عیسائی مت پرچار - جنوبی دکھن کے قحط زدہ لوگوں کے لئے اپیل -

سنہ ۱۸۲۵ء - پرستش کے مختلف طریقے -

سنہ ۱۸۲۶ء - انگریزی زبان میں بنگالی گرامر -

سنہ ۱۸۲۷ء - گایتری کے ذریعہ سے ایشور اپاسنا -

"تم کیوں مذہب موحدین کے گرجہ میں جاتے ہو" کا جواب

سنہ ۱۸۲۹ء - متبرک حوالجات کی بناء پر دھرم شکھشا -

سنہ ۱۸۳۰ء - قبالہ (ٹرسٹ ڈیڈ) براہمو سماج - ایڈریس شکریہ بخدمت لارڈ بنٹنگ صاحب گورنر جنرل ہند - بر موقعہ انسداد ستی خلاصہ دلائل دربارہ تردید رسم ستی - جائداد موروثی پر بنگالیوں کے رواج کے مطابق ہندوؤں کے حقوق -

سنہ ۱۸۳۱ء - ہندوستان کا صیغہ مال - ہندوستان کے محکمہ دیوانی پر سوال و جواب - ہندوستان کے انتظام کے متعلق مزید دریافت -

سنہ ۱۸۳۲ء - ہندوستان میں فرنگیوں کی مستقل رہائش کے متعلق رائے -

باب ہفتم

راجہ صاحب کی چند بزرگئیں

جب ہم راجہ صاحب کی مفید زندگی اور غیر معمولی لیاقت و

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

متانت پر غور کرتے ہیں تو ہم اُن میں، وہ نشانات وصفات پاتے ہیں جو کہ مہاپرشوں میں پائی جاتی ہیں۔ راجہ رام موہن رائے کی قدر شناسی جس قدر کہ ہونی چاہئیے تھی ابھی نہیں ہوئی۔ مگر یہ امر یقینی ہے کہ وہ زمانہ آرہا ہے جبکہ ہندوستان کے ہر فرقے و ملت کے لوگ راجہ رام موہن رائے کو ہندوستان کا سچّا خیر خواہ سمجھ کر ان کی پیروی کرنا باعث فخر و عزت خیال کرینگے۔ ہم راجہ صاحب کی چند خوبیوں کا یہاں اسلیئے علیحدہ ذکر کرتے ہیں کہ ہمارے ملک کے نوجوان اُنپر غور کرکے اُن کو جذب کریں اور اُن کے دل میں اُن کی قدر و منزلت کا ولولہ و جوش پیدا ہو۔ جو قوم اپنے مہاپرشوں کی قدر کرتی ہے وہی دراصل زندہ ہے کیونکہ مہاپرشوں کے نقش قدم ہمیں اعلےٰ زندگی بسر کرنیکی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

(۱) راجہ صاحب میں پریم کا جذبہ اس قدر زبردست تھا کہ جسکا اندازہ کرنا معمولی آدمی کا کام نہیں ہے۔ عورتوں کی حالت زار دیکھ کر اُن کا بیچین رہنا اور اپنی مقدور بھر اُن کی ہر ایک قسم کی مصیبت کو دور کرنے کی کوشش کرنا اُن کے اعلےٰ پریم کا ایک زبردست ظہور ہے۔ وہ جب مخالفین کے ساتھ بحث مباحثہ یا بات چیت کرتے تھے تو نہایت شیریں کلامی اور پریم سے گفتگو کرتے۔ عیسائیوں کے سخت سے سخت حملوں کا جواب اُنھوں نے نہایت نرم الفاظ میں دیا۔ ہندوؤں نے اُنہیں کسقدر آزار دیا۔ مگر اُنھوں نے اُن سے انتقام لینے کا کبھی خیال تک بھی نہ کیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۲) خود ہی کو اُنہوں نے بالکل فتح کر لیا تھا۔ اُن کی ذات کے متعلق چاہے کیسا ہی بیجا اور نامناسب کوئی کہہ دیتا وہ کچھ خیال نہ کرتے تھے یہانتک کہ جب کلکتہ میں ایک سکول اور کالج انہیں کی کوشش سے قایم ہونے لگا تو جب اُن کے انگریز دوستوں نے رؤسا و امرائے شہر سے مدد کی درخواست کی تو اُنہوں نے کہا جبتک رام موہن رائے جیسے لامذہب کا اس کام سے تعلق ہے ہم ہرگز مدد نہ دیں گے۔ رام موہن رائے کا علیحدہ ہونا گویا دوسرے لفظوں میں اس تجویز کا معدوم ہو جانا تھا۔ کیونکہ وہی اسکی روح رواں تھے۔ ایک دوست نے ہمت کر کے اُن سے ذکر کیا۔ کہ بعض لوگ اس وجہ سے مدد نہیں دیتے۔ راجہ رام موہن رائے نے نہایت خوشی سے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میرا نام کمیٹی کا رکن سے کاٹ دیجئے۔ نام میں دھرا ہی کیا ہے۔ میں دل سے ہر طرح پر کام کرنے کو تیار ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہم نہیں جانتے کہ آجکل کے مسلمان قوم و ملک میں کتنے اگر موقعہ ہو تو ایسا کرنے کو تیار ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ صبح کے وقت جب راجہ رام موہن رائے امیرانہ پوشاک پہنے ہوئے سیر کر رہے تھے تو اُنہوں نے دیکھا کہ ایک بنگری فروش حیران و پریشان کھڑا ہے۔ کوئی اُسے ٹوکرا اٹھوا نیوالا نہیں ملتا۔ فوراً اُس کے پاس گئے اور ٹوکرا اُس کے سر پر رکھوا دیا بیچارہ دعا دیتا چلا گیا۔ ہمارے ملک کے کتنے امیر ہیں جو بوقت ضرورت غریبوں کی اس طرح مدد کے لئے تیار رہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

راجہ رام موہن رائے نے ایک بھجن بنایا تھا۔ جس میں یہ تھا تو کب تک شیشہ میں اپنا چہرہ دیکھ دیکھ کر خوش ہوگا۔ اُس وقت کے دستور کے موافق اُن کے بال بھی لمبے تھے۔ نہانے کے بعد اُنہیں کپڑے وغیرہ پہننے اور بال درست کرنے میں ذرا دیر لگ جایا کرتی تھی۔ اس پر ایک دفعہ اُن کے شِشّ تاراچند چکرورتی نے کہا مہاراج کیا یہ سنگیت اوروں کے لئے ہی بنایا ہے اس پر راجہ صاحب ہنس پڑے اور کہا۔ ہاں بھائی درست ہے اس سے اُن کا اعلےٰ درجہ کا حلم و برداشت کا مادہ ظاہر ہوتا ہے۔

(۳) اُن میں تکمیل کا مادہ بہت زبردست تھا۔ کسی کام کو ادھورا نہیں کرتے تھے اور یہ بھی مہاپُرشوں کا ایک خاصہ ہے جس کام کے پیچھے وہ پڑ جاتے ہیں اُسے تکمیل کو پہونچا کر ہی چھوڑتے ہیں۔ جس بات کی راجہ رام موہن رائے کو دُھن لگتی تھی اُسے پورا کر کے ہی چھوڑتے تھے۔

وحدانیت کے عالمگیر اصول کا کھوج نکالنے میں اُنہوں نے کسقدر کوشش کی مسلمانوں کی تمام ضروری کُتب مقدسہ کا اُن کی اصلی زبان میں مطالعہ کیا وید شاستروں کی خوب چھان بین کی۔ انجیل کو عبرانی اور یونانی زبان میں پڑھا تبت جاکر بدھ مذہب کو دیکھا۔ انگلستان جاکر عیسائی مذہب کی زندہ مثالوں کا مطالعہ کیا یونیٹرین بھائیوں سے ربط ضبط پیدا کیا۔ ہندو اور عیسائیوں سے خوب سر توڑ بحث مباحثے کئے۔ ہر ایک قسم کی اندرونی و بیرونی مخالفت برداشت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی - آخر تش عالمگیر مذہب کی بنیاد - نراکار پرمیشور (وحدہٗ لاشریک) کی پرستش پر قایم کی -

اسی طرح ستی کے ایسے پیچھے پڑے کہ بحث مباحثے کیئے - رسالے لکھے اور جب تک پوری کامیابی اس بارے میں نہیں ہوئی اس مقصد کو نہ چھوڑا اور ادس کے حامیوں کی ولایت تک بھی ایک نہ چلنے دی اسی طرح انگریزی تعلیم کے پھیلانے میں اُنہوں نے کسی قسم کی سعی وکوشش سے دریغ نہ کیا - اسی طرح اور بہت سی اصلاحوں کے بارے میں اُنہوں نے کیا -

(۴) اُن کی طبیعت بہت بیباک تھی - جیسی ہر ایک سچے اور حق پسند شخص کی ہوتی ہے - جب ملازمت کے لیئے عرضی دی تو ساتھ ہی یہ بھی فیصلہ کر لیا کہ میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا جائے اور جب میں کلکٹر کے سامنے حاضر ہوں تو بیٹھنے کو کرسی ملے - ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب گورنر جنرل ہند تھے تو اُنہوں نے ان سے ستی کی رسم کے متعلق مشورہ کرنا چاہا - اور اُنہیں بلوا بھیجا - تو اُنہوں نے جواب دیا کہ اب میں نے بڑے بڑے افسران کے حضور میں جانا چھوڑ دیا ہے - میں دھرم کی تحقیقات میں لگا رہتا ہوں مجھے حاضری سے معذور فرمایا جاوے - جب یہ جواب لارڈ ولیم بنٹنگ کے پاس پہونچا تو اپنے ایڈی کومب (اردلی) سے پوچھا تم نے کیا کہا تھا اُس نے کہا یہ کہ حضور لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب گورنر جنرل ہند آپ کو یاد فرماتے ہیں - مسٹر بنٹنگ گورنر جنرل صاحب نے فرمایا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں اب پھر جاؤ اور کہو کہ مسٹر ولیم بنٹنگ صاحب نہایت خوش ہونگے اگر آپ مہربانی فرماکر ایک دفعہ ان سے ملاقات کرینگے لارڈ ولیم بنٹنگ کے اس عجز وانکسار کو دیکھ کر یہ ناممکن تھا کہ راجہ صاحب اُن کی درخواست کو منظور نہ کرتے۔

ہندو لوگ اِن کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے مگر وہ کچھ پرواہ نہ کرتے تھے اور برابر بیباکانہ پھرا کرتے تھے۔ یہانتک کہ اُنھوں نے مکان بھی شہر سے دور شمسان میں بنایا تھا۔ سچ ہے جن کے پاس صداقت کی ڈھال ہوتی ہے اُنہیں کون ضرر پہونچا سکتا ہے

(۵) دُنیاوی عزت ورُتبہ کا اُنہیں مطلق خیال نہ تھا۔ ایک دفعہ بنگال کے بشپ مڈلٹن صاحب نے اُنہیں بلایا۔ اور اثنا ءِ تقریر میں کہا کہ اگر آپ عیسائی ہو جائیں تو آپ کی بہت عزت ہو۔ یورپ اور امریکہ میں آپ کا نام ہو جائے۔ یہ راجہ صاحب کو سخت ناگوار گذرا اُٹھ کر چلے آئے اور پھر بشپ صاحب سے کبھی نہ ملے اگر ان کو دنیاوی عزت ودولت کا خیال ہوتا تو پھر نوکری ہی کیوں چھوڑتے۔ بنگال کے اور اُمرا کی طرح سرکار کے جھوٹے اور سچے گن گاکر خوب اعزاز و خطابات دنیوی حاصل کرتے۔

(۶) اُن کو غلامی سے سخت نفرت اور آزادی سے گہرا پیار تھا۔ جب فرانس میں رعایا نے بادشاہوں کا ظلم وتعدی دیکھ کر آزادی کے نام سے مخالفت کی تو یہ بہت ہی خوش ہوئے۔ جب ولایت جلتے تھے۔ تو فرانسیسی جہاز پر آزادی کا جھنڈا لہراتا ہوا دیکھ کر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کپتان کو سہارا کیا اور بیٹھنے دوڑے۔ کہتے ہیں کہ جلدی کی وجہ سے
اُن کے پاؤں میں چوٹ لگ گئی اور عمر بھر تک وہ ذرا لنگڑاتے رہے
ملک ہسپانیہ کی آزادی کا حال سُنکر انہیں اس قدر خوشی
ہوئی کہ اُنہوں نے کلکتہ کے ٹاؤن ہال میں اس تقریب میں ایک دعوت دی

جن دنوں ولایت گئے اُن دنوں رفارم بل (اصلاح قانون)
پیش ہونے والا تھا۔ قدامت پسند لوگ اُس کی سخت مخالفت کرتے
تھے۔ راجہ رام موہن رائے اس مخالفت کو بہت ناپسند کرتے تھے
اور ۳۱ جولائی ۱۸۳۱ء کو اُنہوں نے اپنے دوست کو لکھا کہ اگر یہ بل
پاس نہ ہو جاتا تو میں اس مُلک سے بالکل قطع تعلق کر دیتا۔ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ اصلاح اور آزادی کے کس قدر حامی تھے۔

(۷) راجہ صاحب کی یادداشت اس قسم کی تھی کہ لوگ دیکھ کر دنگ ہو جایا
کرتے تھے کہ جس وقت مذہبی ذکر اذکار چھڑ جاتا تھا تو بھید شلوک پر
شلوک اور آیت پر آیت دھڑا دھڑ پیش کرتے چلے جاتے تھے اور
سامعین سُنکر حیران و ششدر رہ جاتے تھے۔ ایک دفعہ کا
ذکر ہے کہ ایک پنڈت صاحب ان سے تنتر شاستر کے بارے میں بحث
مباحثہ کے لئے آئے۔ راجہ صاحب نے تنتر شاستر پہلے نہیں دیکھا
تھا۔ اسلئے پنڈت جی کو کہا کہ کرپا کر کے کل اسی وقت تشریف لائیے
خیر پنڈت جی اگلے روز آئے۔ اس عرصہ میں اُنہوں نے سارا تنتر
شاستر پڑھ کر اُس کے حُسن قبح معلوم کر لئے۔ پنڈت جی سے خوب
بحث مباحثہ ہوا۔ پنڈت جی اپنا سا مُنہ لے کر واپس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پہچلے گیے۔

"ایک دفعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص نے راجہ صاحب کو تلگو زبان میں ایک چیٹھی لکھی راجہ صاحب اس زبان سے ناواقف تھے یہ خیال کیا کہ یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ کسی اور زبان میں اس کا جواب دیا جاوے چنانچہ دو ہفتہ کے اندر وہ زبان سیکھ کر اس میں اُس چیٹھی کا جواب دیا۔"

(۸) جہاں ایک طرف راجہ صاحب کی ذہنی طاقتیں اعلےٰ درجہ کی تھیں وہاں دوسری طرف ان کا جسم بھی بہت مضبوط اور خوبصورت تھا اور وہ ہمیشہ اُس کی مناسب داشت پرداخت کرتے تھے اُنکا قد پورا چھ فٹ لمبا تھا اور ان کا سر اس قدر بڑا تھا کہ اُن کی پگڑی جو اب تک موجود ہے کسی کے سر پر نہیں آتی وہ دن بھر میں گیارہ بارہ سیر دودھ پی جایا کرتے تھے۔ پچاس پچاس بڑے آم اور ناریل کا پورا گچھا ہضم کر جانا اُن ہی کا کام تھا۔

جب کلکتہ میں مورتی پوجن کی مخالفت کی وجہ سے سینکڑوں کیا بلکہ ہزاروں شخص اُن کے خون کے پیاسے ہو گئے تو اُن کے ایک خیرخواہ نے اُن سے کہا کہ مہاراج آپ اکیلے نہ پھرا کریں ایسا نہ ہو آپ پر لوگ وار کریں تو ہنسکر فرمانے لگے کہ کیا خوب ہم پر وار کرینگے۔ کلکتہ کے لوگ کھاتے ہی کیا ہیں جو ہم پر ہاتھ اُٹھانے کی جرأت کرینگے۔

اُن کے چہرے سے ایک ایسا غیر معمولی رعب اور جلال ٹپکتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تھا کہ لوگ اون کو دیکھتے ہی اون کی بزرگی کے قایل ہو جاتے تھے۔ ولایت کے مشہور قیافہ شناس مسٹر سپر جیم نے جب انھیں دیکھا تو اون کی پیشانی کی بناوٹ معلوم کر کے انہیں غیر معمولی شخص کہا

(۹) دُنیا کے کاروبار سے بھی اُنہیں اس قدر واقفیت تھی کہ ہر ایک قسم کے لوگ اپنے ذاتی کاروبار میں اُن سے صلاح مشورہ لینے آتے تھے۔ مہرشی دیبیندر ناتھ ٹھاکر کے والد امجد پرنس دوارکا ناتھ ٹھاکر اپنی جایداد وغیرہ کے بارے میں اکثر انہیں سے صلاح لیا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں وکیل وکلاء تو تھے ہی نہیں سینکڑوں لوگ اون سے قانونی مشورہ لینے آتے تھے غرض کیا تعلیم یافتہ کیا اور لوگ اپنے دنیاوی کاروبار میں اُن کی امداد اور نیک صلاح کے محتاج رہتے تھے۔

(۱۰) وہ بچوں سے بہت ہی محبت کیا کرتے تھے چنانچہ بہت سے بچوں کو اکٹھا کر کے اُن کے ساتھ جھولا کرتے تھے۔ مہرشی دیبیندر ناتھ ٹھاکر اُن کے لڑکے رام پرشاد راے کے ساتھ اکثر راجہ صاحب کے مکان پر جایا کرتے تھے۔ اور راجہ صاحب ان کو جھولے میں بٹھا کر جھلایا کرتے تھے اور پھر خود بیٹھ کر جھولے لیا کرتے تھے۔

(۱۱) اُن کا دل اتنا فراخ تھا کہ تمام دُنیا اُس میں سما سکتی تھی اگرچہ وہ ہندوستان کے سچے شیدا تھے اور اُنھوں نے ہر پہلو سے ہندوستان کی ملکی۔ مجلسی۔ مذہبی اور اخلاقی حالت کو درست کرنے کی مقدور بھر کوششیں کیں مگر اون کی ہمدردی جیساکہ مہاپرشوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا خاصہ ہوتا ہے صرف ہندوستان تک ہی محدود نہ تھی۔ بلکہ وہ تمام نسل انسان کی مسئلہ اخوت (بھائی پن) کے پورے قایل تھے۔ فرانس میں آزادی کی تحریک کا حال پڑھ کر وہ پھولے نہ سماتے تھے۔ سپین کو پارلیمنٹ ملنے پر انہوں نے کلکتہ کے ٹون ہال میں ایک بڑی دعوت دی تھی۔ یونانی اور ترکوں کی لڑائی میں وہ ہمیشہ یونانیوں کی فتح چاہتے تھے۔ غرض ان کا دل ہمیشہ نسل انسان کی بھلائی اور بہبودی میں مشغول رہتا تھا کمزور کے ساتھ ہمدردی کے لئے وہ ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ جیسا عورات کے سدھار کے متعلق ان کی بے بہا کوششوں سے ظاہر ہے۔

(۱۲) ان کا بشواس (اعتقاد) غضب کا مضبوط تھا۔ کن کن مخالفتوں کے طوفانوں کو انہیں جھیلنا پڑا۔ ایک ایک بار چاروں طرف مخالف ہی مخالف نظر آتے تھے۔ مگر واہ رے بشواس! راجہ صاحب نے ہمت نہ ہاری۔ ۱۶ برس کی عمر میں گھر سے نکل کر تبت وغیرہ دور دراز مقاموں کی تن تنہا سیر کرنا راستہ میں نہایت خطرناک دروں میں سے گذرنا اور ہزارہا مصائب جھیلکر اس چھوٹی سی عمر میں کالے کوسوں کا سفر یہ انہیں کا کام تھا۔ تب پھر کیا مجال کہ اپنے اعلے مقصد میں بال برابر بھی فرق آجائے۔ اول دن سے جو نراکار پرمیشور (وحدہ لا شریک) کی پرستش قایم کرنے کا عہد کیا تھا تادم زیست اس پر ثابت قدم رہے۔ ماں باپ نے گھر سے نکال دیا۔ دوست آشنا جدا ہو گئے بھائی بندوں نے جواب دے دیا۔ ہم وطن خون کے پیاسے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہو گئے مگر رام موہن رائے کے مضبوط اعتقاد میں ذرا بھی جھجک پیدا نہیں ہوئی۔

(۱۳) قربانی اور تیاگ کا مادہ اُن میں بہت زبردست تھا اپنے مقصد اعلےٰ کو حاصل کرنے کے لئے اُنہوں نے ہر ایک قسم کی تکالیف کو گوارا کیا۔ ماں باپ کے سایہ عاطفت سے محروم ہوئے۔ خاندانی ورثہ سے جواب ملا۔ اپنا سب کچھ قربان کر دیا یہانتک کہ آخر میں سخت تنگ دست ہو گئے۔ مہرشی جی نے ایک موقع پر اس بارے میں فرمایا تھا "برہمو دھرم کے لئے انہوں نے جو کچھ کیا اُس میں اُن کی دولت گئی۔ پیشہ گیا یہانتک کہ شاہ دہلی کا وظیفہ خوار ہو کر زندگی بسر کرنی پڑی" محض اپنے ملک کی بھلائی کی غرض سے اُنہوں نے ولایت کا سفر جس میں اُس وقت تین ماہ سے زیادہ صرف ہوتے تھے اختیار کیا۔ وہاں جا کر اس قدر کام کیا کہ اُن کی صحت کو ایسا سخت دھکا لگا کہ اُس سے وہ آخر جانبر نہ ہو سکے۔

(۱۴) راجہ رام موہن رائے بُت پرستی کے متعلق رسومات میں شمولیت سے بھی قطعی پرہیز کرتے تھے۔ اکثر بار اُن کے بڑے دلی دوستوں نے اُنہیں درگا پوجا کے متعلق دعوتوں اور جلسوں میں بلا بھیجا مگر اُنہوں نے قطعی انکار کیا۔ چنانچہ ایک دفعہ مہرشی دیبندر ناتھ ٹھاکر اپنے والد بزرگوار کے کہنے سے اُنہیں نیوتہ دینے لگے مگر اُنہوں نے قطعی انکار کر دیا۔ اس سے صاف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ظاہر ہے کہ وہ صرف زبانی اصلاح کے حامی نہ تھے۔ بلکہ اپنی اعلےٰ مثال اور زندگی سے اپنے اُصولوں کا نمونہ دکھلاتے تھے ؛

(۱۵) اُن میں جیسا کہ مہاپرشوں کا خاصہ ہوتا ہے دور اندیشی کا مادہ قدرت نے کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ اُنہوں نے انگریزی سلطنت کے شروع ہی میں اپنے پیارے مُلک ہندوستان کی آئندہ اُمیدوں اور رفتار کا اندازہ لگا لیا تھا چنانچہ اُنہوں نے جو برٹش پارلیمنٹ کے سامنے ہندوستان کے مُلکی معاملات کے متعلق گواہی پیش کی تھی۔ اُس کا بغور مطالعہ کرنے سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ راجہ رام موہن رائے نے اُن مُلکی حقوق اور ضرورتوں کو جو پچاس برس بعد جاکر تعلیم یافتہ ہندوستانی خود بخود طور پر محسوس کرنے لگے سنہ ۱۸۳۱ء میں پورے طور پر معلوم کر لیا تھا ؛ وہ جانتے تھے کہ ہندوستان سرکار انگریزی کے زیر سایہ تہذیب کے میدان میں دنوں دن ترقی کرے گا اور اسے تہذیب کے متعلق تمام سامانوں کی یکے بعد دیگرے ضرورت پڑے گی ؛ چنانچہ انہوں نے چھاپہ خانہ قایم کر کے اخبار جاری کر کے انگریزی تعلیم کے اجرا میں میکالے اور ڈاکٹر ڈف جیسے خیر خواہان ہند کا ہاتھ بٹا کر عورتوں کے حقوق کی حمایت کر کے۔ برٹش پارلیمنٹ پر ہندوستانیوں کی ضروریات منکشف کر کے برہمو سماج کی بنیاد ڈال کر اور نیز اور بہت سے طریقوں سے ہندوستان کی آنے والی نسلوں کے لئے ہر قسم کی ترقی کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

راستہ کھول دیا۔ اس طرح پر اگر راجہ رام موہن رائے کو ہندوستان کا بانیِ تہذیب کہا جاوے تو ہرگز بیجا نہیں۔

(۱۶۱) راجہ رام موہن رائے اگرچہ ایک گرہستی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ بیوی بچوں کے ساتھ رہتے تھے۔ مگر اُن کا دل سچے بیراگ سے پُر تھا۔ جیسے کہ کنول کا پھول پانی میں رہ کر بھی پانی سے اوپر رہتا ہے اسیطرح وہ دُنیا میں رہ کر دنیا کی گندگی سے اوپر رہتے تھے۔ ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ راجہ صاحب کا بڑا لڑکا رادھا پرشاد کرشن نگر میں تھا۔ اس وقت دو شریر النفس اشخاص بھوانی چرن وغیرہ کے دل میں یہ شرارت سوجھی کہ راجہ صاحب کو آزمانا چاہئے دیکھیں یہ کیسے برہم گیانی ہیں ان دونوں نے ایک چٹھی لکھ کر راجہ صاحب کے پاس روانہ کی اور اُس میں لکھ دیا کہ رادھا پرشاد کا دیہانت ہوگیا ہے۔ اُس وقت ڈاک تو تھی ہی نہیں ہرکارے ڈاک لے جاتے تھے چنانچہ قاصد کے ذریعہ یہ چٹھی راجہ صاحب کے پاس بھیجی گئی اور وہ دونوں شخص بھی یہ دیکھنے کے لئے کہ دیکھیں راجہ صاحب کا کیا حال ہوتا ہے اُن کے پاس جا پہونچے راجہ صاحب کے پاس جب یہ بناوٹی چٹھی پہونچی تو ذرا غمگین ہوکر پھر اپنا کام کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر بھوانی چرن اور اس کا ساتھی بہت حیران ہوئے اور اُن کے قدموں میں گر کر اپنی بیوقوفی کا اقرار کر لیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باب دہم

چند برگزیدہ اشخاص کی راجہ رام موہن رائے کی نسبت رائے

مہرشی دیویندر ناتھ صاحب ٹھاکر نے ایک دفعہ اپنی تقریر میں فرمایا تھا۔

اوّل تو برہمو سماج کی بات جی میں اٹھتے ہی اس ملک کے پہلے دوست رام موہن رائے کی یاد آجاتی ہے اُن کا جسم جیسا طاقتور تھا عقل بھی ویسی تیز تھی۔ عقیدت اور ارادت جو دل کی دولت ہیں وہ بھی ان میں ویسی ہی تھیں۔ یہاں سب سے پہلے اون کے چہرے کا جلال ہماری آنکھوں کے سامنے آیا ہے۔ اُن کے جسم کی طاقت دل کی ارادت۔ اور مضبوطی سب ہی یکساں ہیں دھرم کی ترقی کے لئے وہ یہاں پیدا ہوئے تھے۔ اُنھوں نے ابتدائے عمر سے انتہائے زندگی تک ہر قسم کی بُت پرستی سے لڑائی کرکے آئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زیر کیا اور یہاں گنگا کنارے پر فتح کا جھنڈا قائم کیا ٭ ٭ ٭ ٭
جس وقت میں وہ پیدا ہوئے تھے اُس وقت کی خوفناک سوشیل حالت
کو خیال کرنے سے کلیجہ کانپتا ہے۔ وہ اندھیرے کا آدھی رات کا
وقت تھا اب ہم اُس وقت کا حال کسی طرح ظاہر نہیں کر سکتے اُس
وقت براہمہ سماج کے نام پر سب کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ بنگال
میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ بدچلنی کا بھوت راج کر رہا تھا اُس
وقت میں رام موہن رائے نے لاکھوں دشمنوں کے بیچ استقلال
کی تلوار ہاتھ میں لے کر جہالت کو قتل کیا تھا اور براہمہ سماج کا تخم
بو کر دھرم کو زندہ کیا تھا اب تو بنگال میں روز بروز دھرم کا درخت
بڑھ کر پھل پھول لا رہا ہے۔ مگر تب یہ بات نہ تھی اُس وقت میں اور
اب میں بیس اور ایک کی نسبت ہے۔ جس وقت میں وہ پیدا ہوئے
تھے اُس وقت میں اُن کے سوا کوئی برہمہ دھرم کا لانے والا نہ تھا۔ اُنہوں
نے جہالت کی تاریکی کو دور کر کے علم کا چراغ روشن کیا ٭ ٭ ٭ ٭
براہمہ دھرم کے پرچار میں اُن کو کیسی کوشش کرنی پڑی روپیہ
خرچ کیا سب کام چھوڑ دیا۔ یہانتک کہ بادشاہ دہلی کا وظیفہ خوار
ہو کر زندگی بسر کرنی پڑی۔ اُس وقت اُن کے جی میں یہ خوشی تھی کہ
آیندہ نسل میں ہماری اُمید پوری ہوگی اُن کا خیال تھا کہ وہ
براہمہ سماج کے لئے میدان صاف کرتے ہیں آیندہ نسلیں اسمیں محل و
عمارت بنا کر آباد ہونگی اپنے ذاتی کام سے سو گنی زیادہ توجہ اُن کو
براہمہ سماج کے لئے کرنی پڑی۔ انہوں نے ۱۶ سال کی عمر سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۵۹ سال کی عمر تک اِس کام کو کیا۔ کیا اُن کے اِس بھاری کام کو
دیکھ کر بھی ہمارا جوش نہیں بڑھتا؟ جس مہاتما نے اپنے کلیجہ کا خون
سکھا کر براہمو سماج کو بنایا ہے کیا ہمیں اس کی پیروی نہیں کرنی چاہئے
جب وہ اوّل اوّل ہی کلکتہ میں بسے تب وہ پردیسی کی طرح آئے
تھے۔ اُس وقت کون اُن کا مددگار تھا؟ اُنہوں نے اپنی عقل اور
دھرم کے ذریعہ کام کرنے والوں کو اپنی طرف کھینچا۔ جب وہ اوّل
ہی اوّل کلکتہ میں آئے تب لوگ اُن کو بے دھرم۔ بھرشٹ۔ نرک
میں پڑا ہوا کہہ کر نفرت کرتے تھے۔ کوئی اُن کا نام لینا بُرا سمجھتا تھا
اور کوئی اُن کا مُنہ دیکھنا منحوس بتلاتا تھا۔ پھر اُن میں ایسی کیا
طاقت تھی جس سے لوگوں کے دلوں کو وہ اپنی طرف کھینچ سکتے تھے مگر
دیکھا اُس وقت بہت لوگ ان کے ساتھی تھے۔ وہ صرف اپنی دھرم
مورتی ہی سے لوگوں کا دل ہاتھ میں نہیں لیتے تھے بلکہ کام کاجی لوگوں
کے کام میں بھی مدد کرتے تھے اور ترقی کی راہ بتاتے تھے جس سے
وہ اِن کے دھرم پرچار میں مدد کرتے تھے۔ جن لوگوں کا خیال ترقی
دھرم کی طرف نہ تھا وہ بھی اِن کے اخلاق کے مطیع تھے اور اُن کو خوش
رکھنے کے لئے دھرم کے کاموں میں اُن کی مدد کرتے تھے ✣ ✣ ✣ ✣

ایک دن رام موہن رائے نے کہا عمدہ عمدہ گویوں کو بلا کر براہمو سماج
کے سنگیت گوانے چاہئیں گویے آئے اور عمدہ عمدہ گیت ہر قسم کے گانے
لگے۔ رام موہن رائے نے کہا کہ اور کچھ نہیں الکھ نرنجن گاؤ!!
تب تو براہمو کے سنگیت ہونے لگے ان کے ساتھیوں میں تب کوئی بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہ جانتا تھا کہ براہمہ سماج کے گیت سے مُراد ایشر کے گیت ہیں۔
۱۸۳۰ شاکی میں براہمہ سماج یہاں اُٹھ آئی۔ اُسی سال ستی کا جلنا موقوف ہوا اور مخالف دھرم سبھا بھی قایم ہوئی۔ راجہ رادھا کانت دیو اُسی دھرم سبھا کے سبھاپتی تھے اُس وقت سماج کی خوب بُرائی ہوتی تھی۔ کوئی کہتا کہ براہمہ سماج میں ناچ تماشا ہوتا ہے۔ کوئی کہتا وہاں سب ملکر کھانا کھاتے ہیں۔ کوئی یہ کہہ کر نفرت کرتا کہ وہ رسم ستی کو موقوف کرنے والے ہیں۔ ان دونوں گروہوں میں کون فاتح اور کون مفتوح ہے۔ یہ بات اس وقت تو صاف عیاں ہے مگر اُس وقت دھرم سبھا طاقتور تھی اور براہمہ سماج کمزور۔ کوئی کہتا براہمہ سماج کو جلاویں گے کوئی کہتا رام موہن رائے کو مار ڈالیں گے۔ مگر رام موہن رائے بڑی متانت سے سماج میں آکر اُپاسنا کر جاتے تھے چاہے کوئی ساتھی ساتھ ہو یا نہ ہو جیسطرح گنگا اور جگن ناتھ کے جاترہی پیادہ درشن کو آتے ہیں اُسیطرح وہ مانک تلا سے اپنے شاگردوں کے ساتھ اس سماج میں آتے یہ بھی اُن کا ایک نہایت عقیدت کا خیال تھا۔ اُس وقت انگریز بھی سماج میں شریک ہوتے تھے"

ایک چٹھی میں مشہور فلاسفر جیریمی بنتھم نے اُن کو لکھا۔

"آپکی تصانیف سے میں ایک ایسی کتاب کے ذریعہ واقف ہوا جسکی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عبارت کو اگر اس پر ہندو کا نام نہ ہوتا تو ہیں کسی نہایت ہی اعلےٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور فاضل انگریز کی قلم سے منسوب کرتا۔

سر جان لورنگ صاحب نے ولایت کے ایک جلسہ میں راجہ رام موہن رائے کی نسبت فرمایا۔

"لیکن ہمارے دوست کی صورت میں اُن کا ولایت آنا کیسا بہادری کا کام ہے یورپین لوگ اس کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے جب پیٹر اعظم جنوبی ممالک کی تہذیب سے واقف ہونے کو روانہ ہوا۔ یعنے جبکہ اُس نے اپنے دربار کے وحشیانہ اغراض کو اس نیت سے چھوڑ کر روم میں جا کر جہاز بنانے کا کام سیکھے تو عوام الناس کی نگاہ میں جو عزت اُس کی اُس وقت ہوئی تھی بڑی بڑی فتحیابیوں کے بعد بھی نہیں ہوئی۔ مگر پیٹر کو کسی بدرسمی پر غالب نہیں آنا تھا کسی قسم کی روک ٹوک کا مقابلہ نہیں کرنا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جن کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ وہ اُسی کی طرح پُرجوش ہیں اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جب کبھی وہ واپس آئے گا اُس کی رعایا اُسی گرمجوشی سے اُس کا خیر مقدم کرے گی۔ مگر ہمارے نامور دوست نے پیٹر کی نسبت زیادہ سخت تجربہ کیا ہے۔ اُنہوں نے برہمن ذات کی اعلےٰ ترین عزت رکھ کر وہ کام کرنا چاہا جس کا آج تک کسی نے اقدام نہ کیا تھا۔ اُنہوں نے وہ بات کرنے کی جرأت کی جو دس سال پہلے ناممکن سمجھی جاتی تھی اور جس کیواسطے وہ آئندہ اعلےٰ ترین درجہ کی عزت حاصل کرینگے۔ وہ اپنے عشرتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے دوستوں میں واپس جاکر اُن کو بتلائیں گے کہ ہم لوگوں کو اُن کے ساتھ کیسی دلچسپی ہے اور ہم اپنی تمام کوششوں کو جہانتک ہو سکتا ہے اُن لوگوں کی ترقی و فلاح کے لئے صرف کرنے کو تیار ہیں اور ہم بہت خوش ہوں گے اگر ہمارے معزز مہمان ہمارے یہ ارادے اپنے ہموطنوں پر ظاہر کریں وقت نہیں رہے گا اگر میں اپنے نامور مہمان کے مفصل حالات بیان کروں اگر میں آپ لوگوں کو یہ بتلاؤں کہ انہوں نے کیسی عظیم اور مسلسل کوشش مصیبت کو دور کرنے اور خوشحالی کو ترقی دینے کے لئے کی ہیں۔ اگر اس وقت ہندو بیوائیں زندہ چتا پر نہیں جلتی ہیں تو یہ صرف اُنہیں کی مداخلت اُنہیں کی کوششوں اور اُنہی کے دلایل کا نتیجہ ہے جس سے ایسے فواید پہونچے ہیں۔ کیا ہم اُنہیں اپنا بھائی خیال نہ کریں گے؟ کیا وہ یہاں آکر ہماری پرجوش آواز سُننے کے بغیر رہینگے جو اُنہیں بتلائے کہ ہم کیونکر اُن کی ترقی کو برابر دیکھتے رہے اور کیا ہم اپنا فتح کا نشان تو نہ سہی شکر گذاری کے چند کلمے بھی اُن کے پیشکش نہ کریں گے؟ یہ امر کہ ہم کسی موقع پر یہاں جمع ہو کر اون کا خیر مقدم کریں ہمارے لئے ایک مسرت بخش خواب تھا اور اگرچہ امید تھی لیکن ایک کمزور سی اُمید تھی ہم مشکل سے خیال کرتے تھے کہ یہ ہماری امید کبھی بر آئے گی لیکن اوس کے پورا ہو جانے سے ایسی دلچسپ باتیں یاد آگئی ہیں کہ آج کا دن ہماری تاریخ میں ایک نیا دور ہوگا اور کوئی شخص آج کے اس نظارے کو فراموش نہیں کرے گا۔ جبکہ راجہ رام موہن رائے ہماری جانب سے خیر مقدم قبول کرنیکے لئے موجود ہیں اور ہم اُنہیں یقین دلاتے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں اور جو کچھ وہ کریں گے اُس سب میں ہماری دلچسپی ہوگی۔ جس پر میں اس قدر اور اضافہ کرتا ہوں کہ اگر ان ارادوں میں جن کو ترقی دینا اُن کی کوششوں کا مقصد اعظم ہے ہم کسی طرح بھی کچھ مدد کر سکے تو یہہ ہمارے لئے بیحد خوشی کا باعث ہوگا۔

اقتباس از چٹھی مس لوسی ایکن صاحبہ بنام ڈاکٹر چیننگ صاحب

جب پالیٹیکس سے فرصت ملتی ہے تو ہم لوگ رام موہن رائے کا ذکر کرتے ہیں۔ سب زبانیں اس بات پر متفق ہیں کہ وہ ایک غیر معمولی خوبی کا آدمی ہے۔ بہت ہی بڑی دانشمندی اور قابلیت کے ساتھ اُس میں بردباری اور سادگی اس درجہ تک ہے کہ تمام دلوں کو لبھاتی ہے زبان پر اُسکو بہت ہی بڑی قدرت حاصل ہے اور وہ یوروپ کی پولیٹیکل حالت سے بخوبی واقف معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک امر میں آزادی اور ترقی کی دلسوزی سے طرفداری کرتا ہے۔ وہ اپنے مذہب کے واسطے شہید کیا بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہوا ہے۔

ڈاکٹر کارپنٹر صاحب نے اون کی پارلیمنٹ کے روبرو شہادت کی نسبت فرمایا۔

لیکن جو کوششیں اُنہوں نے اپنے ملک کیواسطے کیں وہ بڑی وسیع تھیں۔ وہ ہر ایک امر میں جس سے اُن کے مُلک کا فایدہ ہوتا یا فایدہ ہونے کا احتمال ہوتا تھا کمال درجہ کی دلچسپی ظاہر کرتے تھے اور اُن کی خط وکتابت سے جو ہمارے واضعان قانون کے ساتھ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوئی ظاہر ہوتا ہے کہ کیسی باریک بینی کس صحت رائے اور کس بیدار مغزی سے اُنھوں نے اُن تمام مختلف حالات پر غور کیا تھا کہ جو اُس ملک کی ترقی کے سدِ راہ تھے یا برخلاف اس کے جن سے اُس میں مدد مل سکتی تھی اس خط و کتابت سے اُن کے فاضل اور محبِ وطن ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ عمل میں آنے والی دانشمندی سے بھری ہوئی ہے اور اس امر کے باور کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہماری گورنمنٹ نے اس کی بہت ہی قدر کی اور اس جدید طریقہ کے قایم کرنے میں اُس سے مدد لی گئی"

مشہور شاعر ٹامس مور صاحب سے راجہ صاحب ایک دفعہ ملے تھے اور انھوں نے راجہ صاحب کو کھانے کے لئے مدعو کیا تھا۔ مشہور شاعر اپنی ڈائری (روزنامچہ) میں ۶ جون ۱۸۳۱ء کو یوں تحریر فرماتے ہیں:-

میکڈانلڈ کے ساتھ آٹھ بجے کھانا کھایا۔ ٹی بیرنگ۔ ولمٹ ہورٹن۔ سر اے جانسٹن۔ رابرٹ گرانٹ اور برہمن رام موہن رائے بھی شامل تھے یہ برہمن بہت ہی نامور شخص ہے۔ انگریزی کامل طور پر بولتا ہے اور قریباً تمام عیسائی طریقوں سے واقف ہے حتی کہ سکاٹلنڈ کے قصبوں کی تفصیل سے بھی اُسے واقفیت ہے اُس نے بیان کیا کہ بہت سے برہمن موحد ہیں۔ ایک سوسائٹی کا جو کلکتہ میں قایم ہوئی ہے حال سُنایا جس میں تمام ممالک۔ مذاہب اور ذاتوں کے اشخاص یعنے ہندو مسلمان پروٹسٹنٹ کیتھولک شامل ہیں۔ اُن کے جلسوں میں ایسے طریق پر عبادت کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جاتی ہے جس میں کوئی ایسا نام جس سے کسی خاص مذہب کیطرف اشارہ پایا جاتا ہو۔ مثلاً مسیح ۔ محمدؐ وغیرہ وغیرہ نہیں لایا جاتا ۔ لیکن خدا کے وہ تمام نام جو مختلف ممالک زبانوں اور مذاہب میں مستعمل ہیں برابر لیئے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر کارپنٹر صاحب نے ایک جگہ فرمایا۔

اگرچہ اب وہ مردہ ہیں لیکن برابر بول رہے ہیں وہ آواز جو کہ اِن کی زندگی میں صرف عارضی تعریف اور عزت کا خیال لوگوں کے دِل میں پیدا کرتی تھی اب کہیں بڑھ کر موثر طریقہ پر آپ کی قبر سے سنائی دے گی۔

ریورینڈ ڈبلیو جے فاکس نے ایک دفعہ اپنے سرمن میں فرمایا

"ہم اب کبھی اُن کا چہرہ نہیں دیکھیں گے۔ اُن کی شکل اس طرح ہمارے سامنے سے جاتی رہی جس طرح ایک شاعرانہ خیال دماغ سے غائب ہو جاتا ہے ۔ لیکن یہ ایسے نقش دلوں پر چھوڑ گئی ہے جو عرصہ دراز تک قایم رہیں گے ایسے نیک اثر جو اس مُلک میں بھی وسیع اور عمیق ہیں لیکن اُس دُور دراز سرزمین میں جو اُن کا وطن تھی زیادہ وسیع اور عمیق ہوں گے اور مُردہ ہو کر بھی وہ ایک ایسی آواز سے جس کو نہ صرف ہندوستان بلکہ یورپ اور امریکہ بھی نسلوں تک سُنیں گے۔ اب برابر بولتے ہیں۔

اون کی سائنس اور زبانوں کی واقفیت اور لیاقت ایسی وسیع تھی کہ شاذونادر ہی ایک شخص میں پائی جاتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے کہ

تعجب ہے کہ ایسا شخص ہندوستان نے دُنیا کو عطا کیا وہ
شخص ہندوستان کا نہیں تھا بلکہ زیادہ تر ہندوستان
کے لئے تھا۔

ڈاکٹر لوٹ صاحب نے مس البٹلن کو تحریر فرمایا۔

مجھے ایسا رنج محسوس ہوتا ہے جو پہلے کبھی نہ ہوا تھا اور جس سے
صرف اُس خالص مذہب سے تسلّی مل سکتی ہے جس کا کہ وہ ایسا
قابل حامی تھا اُس کے جاتے رہنے سے اُسکی تحریروں کو وفات کے
بعد میں نے اپنے خیال کو دبا کر بغور پڑھا ہے لیکن جب اُن
کا مطالعہ کر کے اُٹھا تو میرا یہ یقین اور بھی پختہ ہو گیا کہ
زمانہ گذشتہ یا حال میں کوئی اُس کا ثانی نہیں ہوا

مشہور فاضل میکس مولر صاحب نے جو سنسکرت اور
دیگر زبانوں میں یکتا تھے اون کے اور اون کے
مشن کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

مجھے مطلق اس بات میں شک نہیں کہ جب راجہ موہن رائے
نے سٹیپلٹن گروو (برسٹل) میں آخری دعا کی اور پران تیاگ دیئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو ضرور انہیں معلوم تھا کہ چاہے کچھ ہو میرا کام زندہ رہے گا۔
اور بُت پرستی کا نباش ہوگا۔

جرمن زبان میں شہزادہ کے لیئے لفظ فرسٹے ہے انگریزی میں فسٹ (اوّل) وہ ہے جو ہمیشہ آگے رہتا ہے جو خطرے کا مقابلہ کرتا ہے لڑائی میں اوّل اور پیٹھ دکھانے میں سب سے پیچھے رہتا ہے۔ ایسا اوّل شخص رام موہن رائے تھا۔ اگر لفظ رکس کی طرح راجہ کے لغوی معنے اُس شخص کے ہیں جو ہمیشہ رہنمائی کرتا ہے اور آگے رہتا ہے۔ تو وہ اصلی شاہزادہ اور حقیقی راجہ تھا۔

جب لوتھر وار برگ کے قلعہ میں انجیل کا ترجمہ کر رہا تھا تو اس کے خواب و خیال میں بھی نہ آیا تھا۔ کہ وہ جرمنی اور تمام ٹیوٹانک ملکوں میں ایک نئے چرچ کی بنیاد رکھ رہا ہے۔ اسی طرح راجہ رام موہن رائے جب برسٹل میں اپنے بستر مرگ پر پڑے تھے۔ انہیں کیا خیال تھا کہ میں نے جو چند اشارات ہندوستان کے قدیمی اور قومی مذہب کی اصلاح اور اُس کے ترو تازہ کرنے کے لئے دیئے ہیں وہ کیا کیا اثر پیدا کرینگے۔ لیکن ان کے بعد دیوندر ناتھ آئے اور پھر کیشب چند سین آئے اور اگرچہ وہ آگ جو کہ انہوں نے روشن کی ہے اس وقت ایسی تیزی سے نہیں جلتی اور چمکتی۔ جیسا کہ چاہیئے لیکن یقیناً وہ کبھی نہیں بجھے گی۔ بلکہ پھر بھڑک اُٹھے گی۔ کیونکہ جو راستہ ان شور بیر بہادروں نے بتایا ہے صرف وہی ایک راستہ ہے۔ جو ممکن راستہ ہے اور جو گذشتہ سے آئندہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی طرف پُرانے مذہب سے نئے مذہب کی طرف اور اندھیرے سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے ہم اپنی زندگی میں راجہ رام موہن رائے اور کیشب چندر سین کی امیدوں کو پورا ہوتا ہوا نہ دیکھ سکیں۔ مگر جیسا یہ امر یقینی ہے کہ سورج صبح نکلتا ہے ویسا ہی یہ امر بھی یقینی ہے کہ ہندوستان کے واسطے نئی روشنی مشرق سے ہی نکلیگی یعنے یہ کہ جس طرف ان پیغمبروں اور شہیدوں نے اپنی زندگی کے آخری لمحوں میں اشارہ کیا ہے۔"

میری کارپنٹر صاحبہ نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔

اُن کی مثال غالباً انسانی دُنیا میں لاثانی مثال ہے"

بابو اکشے کمار دت نے اپنی پُرزور قلم سے مفصلہ ذیل سطور راجہ رام موہن رائے کے متعلق تحریر کی ہیں۔

"آفرین رام موہن رائے! اُس وقت تمہاری تیز عقل کی کرنوں نے سخت جہالت کے تاریک گھرے بادلوں کو چیر کر اس قدر روشنی پھیلائی اور اُس کی امداد میں تمہارے صاف نرم دل نے اپنے وقت کی جاری شدہ بد رسموں کو چُن چُن کر دور کیا تھا یہ کم تعجب اور تعریف کی بات نہیں ہے۔ اُس وقت تمہارا گیان اور دھرم سے بھرا ہوا دل ایک ایسا شعلہ زن کوہ آتش فشان تھا جو چاروں طرف سے جنگل اور کیچڑ کی زمین سے گھرا ہوا تھا اور جس میں سے پاک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صاف گیان کی آگ نکل کر چاروں طرف پھیل رہی تھی۔ تم نے سائنس کی طرف ہو کر جو زور شور سے طبل جنگ بجایا اُس کی گونج اب تک ہمارے کانوں میں آ رہی ہے۔ تمہارے اُس زبردست نرسنگھے کی آواز آواز بازگشت کی طرح بار بار ٹکرا کر اس مُلک میں گونج کر رہی آتی ہے۔ تم نے اس مُلک اور غیر ملک میں پھیلے ہوئے توہمات اور جہالت کو بڑی بہادری سے قتل کیا ہے اور جنگ مباحثہ میں سب مخالفوں کو پچھاڑ کر فتحیاب ہوئے ہو۔ تمہارا خطاب راجہ تھا اس بے جان زمین پر تمہارا راج نہیں ہے بلکہ تم نے ایک بہت بڑی دلی حکومت حاصل کی ہے تمہارے وقت کی اور بعد کی سلیم عقل والی تعلیم یافتہ سوسائٹی نے تمہارے سر پر تاج شاہی رکھا ہے اور تمہاری فتح کے نعرے مار رہی ہے۔ جو لوگ بہت عرصہ سے ہندوؤں کے دلوں کی سلطنت پر حکومت کرتے چلے آتے تھے تم نے اُن کو شکست دی ہے اسلئے تم راجہ کے بھی راجہ ہو۔ جو ہندوستانی پہلے تم کو سخت دشمن سمجھتے تھے اُن کی اولاد ہی کے بہت لوگ اب تم کو حقیقی ہی خواہ ہند کہتے ہیں۔ تم صرف ہندوستانیوں ہی کے دوست نہیں ہو بلکہ کل دُنیا کے دوست ہو۔"

ایک طرف تو تم نے علم اور مذہب کے زیور سے اپنی مادری زمین کو آراستہ کرنے کی فکر کی ہے اور دوسری طرف دشوار گذار اور پُر خطر عمیق سمندر دن کو چیر کر انگریزی حکومت میں پہونچکر طرح طرح کے طریق ہائے حکومت کے اصلاح کرنے اور انتظام ملکی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بنانے کی تدبیر سوچی ہے۔ اُس وقت میں یہ کیسا عجیب نظارہ تھا! یہ کیسا تعجب انگیز ماجرا تھا!! قدرتی طاقت کو یہ قدرت حاصل ہے!!! انگلینڈ میں تمہارے پہُونچتے ہی وہاں کے فضلا اور لایق لوگ تمہارے علم کو دیکھ کر حیران ہو گئے۔ تمہیں دیکھتے ہی وہاں کی ہر ایک معزز مجلس میں وہ خوشی اور جوش پیدا ہوا گویا مجسم فلاطون سقراط۔ نیوٹن پھر زمین پر تشریف لائے ہیں۔ تم اپنے وقت کے نایاب شخص تھے۔ ہند تمہارے لئے ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ ایک شخص کہہ گیا ہے کہ اس ملک میں اس قسم کا آدمی پھر بھی کبھی پیدا ہوا تھا یا نہیں اس میں شک ہے"

رسم ستی کی موقوفی۔ براھم دھرم کا جاری کرنا۔ اپنے ملک کے لوگوں کے لئے اعلےٰ عہدوں کی ترقی کی کوشش تمہاری کتنی ہی یادگاریں موجود ہیں۔ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ نے اس نصف کرہ زمین پر سلسلہ وار کیسی بابرکت اور اعلےٰ درجہ کی بزرگی قایم کرنے کا ارادہ کیا تھا جس سے دوسرے نصف کرہ کے باشندے بھی تمہاری عزت کرنے کے لئے مضطرب تھے۔ تم نے اپنے دل میں کتنے ہی عمُدہ ارادے کئے تھے مگر اس ملک کی بدقسمتی نے کچھ نہ ہونے دیا۔ برسٹل! برسٹل! تم نے کیا غضب ڈھایا ہے ہم کو ایک دم ہی لاوارث اور رتبلہ کر دیا ہے! جس سے لا انتہا آب حیات کا سا مزہ رکھنے والے پھل پیدا ہوتے تھے۔۔ ایسے عمدہ اور مفید درخت کو تم نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جڑ سے کاٹ ڈالا"

"وہ مصیبت کا دن کیسا خوفناک تھا۔ اُس کا غم اب تک ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ دن ہند کی حکومت کی بہتری کے سر پہ بجلی کی طرح گرا ہے اس ملک کے نئے نوجوان! وہ دن تمہارے لئے ویسا ہی لاوارث اور یتیم کرنے والا گذرا ہے جیسا سکھوں کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کا مرنا۔ اے کسانوں! اتاکہ تم خوشحال رہو پیٹ بھر کر کھاؤ۔ صرف اسی لئے رام موہن رائے تمہارے بلے کے سُننے ولایت گیا تھا اور تمہارے دکھ کو وہاں سنایا تھا تمہاری بہتری کی کوشش کی تھی تمہارے تکلیف کے آنسوؤں کا گرنا اُس سے سہا نہ جاتا تھا۔ وہ دن تمہارے دلی رفیق کو مار ڈالنے والا ہوا۔ اے ہند کی عورتو! تمہاری لاانتہا تکلیف کے دور کرنے اور تمہاری ترقی کا خیال جسکے جی میں ہمیشہ تھا اور جس خوفناک واقعہ کو سُن کر کلیجہ کانپنے لگتا ہے جس نے سخت تکلیف اور بے عزتیوں کو سہکر بھی اُس خون خشک کرنے والے رواج کو موقوف کرا کے ہند کی غریب لاوارث عورتوں کو زندہ جلنے سے بچایا اوس دن تمہارا وہی رحیم اور خیر خواہ دوست گم ہو گیا طرح طرح کی مصائب سے ستائی ہوئی ماں ہندوستان کی سرزمین جو امید کہ انسانی دنیا کی زندگی ہے اُس دن تمہاری وہی امید جڑ سے اُکھڑ گئی"

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پُرانا غم نیا ہو کر بڑھ چلا - آنسو رو کے نہیں رُکتے - اِس وقت
دوسری طرف خیال لے جانا ضروری ہے - ایک بات خیال کرنے
کی ہے - ہمارے سورج ایکبارگی ہی غروب ہو جانے کی خبر نہیں
ہیں وہ اِس دُنیا سے ضرور چلے گئے ہیں مگر جو خیال رفاہ عام
کا اُن کے دل میں ہمیشہ رہتا تھا اُس کا خاتمہ نہیں کر گئے - اُن کی تحریریں
کتنی بار نہایت قابل اعتقاد و قابل تعظیم آوازیں نکل اور گونج کر
کتنے ہی مفید جوشوں کو بڑھانے اور عمدہ ارادوں کو مضبوط کرنے
والی ہوئی ہیں اور ہوتی ہیں - لہذا وہ الگ ہو جانے پر بھی ہم کو
الگ نہیں کرتے ہیں - زندگی کے عمدہ ارادہ کی تاثیر اور چال چلن
کی برکت سے اپنی وفات کے بعد بھی وہ ہم کو عمدہ نصایح اور
عمدہ راہ بتا کر ہماری عقیدت اور مودت کے باعث ہو رہے
ہیں - صرف ہم ہی ایسا نہیں کرتے ہیں بلکہ یوروپ اور امریکہ بھی
عقیدت اور ارادت کی امداد سے اُسے ہمیشہ یاد رکھنے کے لایق
بنا رہا ہے -

" زندگی میں اُن کے وقت کے لوگوں نے اُن سے جیسا سلوک
کیا تھا اُس سے اُنہوں نے اُمید کی تھی کہ نسل آیندہ اون کی مشکور
ہو گی - مگر اِس وقت تک اُس کا کوئی ظاہر ثبوت دکھائی نہیں دیا
قسمت سے دوارکاناتھ ٹھاکر ولایت چلے گئے تھے وہ اُن کی سمادھ
کا مکان بنا آئے تھے - بھلا بھائی ہندوستانیو! تم اکثر غیر لوگوں
کی یادگار کے لیئے تو اُن کے بت وغیرہ بنانے میں پیشقدمی کیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرتے ہو مگر کیا تم سے رام موہن رائے کی ایک مورتی ہنٹر اکو بنٹنگ
صاحب کی مورتی کے دہنی طرف نہیں رکھی جا سکتی؟ اُسکی مصنفہ
بڑی تلاش کے ساتھ اُس کی ایک عمدہ سوانح عمری لکھ کر اپنی قلم
کو مفید بنانا اور اُس کے ذریعہ اپنے قومی قرض کے لاکھ حصّوں
میں سے ایک حصّہ ادا کرنا کیا تم کو پسند نہیں ہے؟ ہم کیسے ناشکر گزار
ہیں! ہم کیسے نالایق ہیں!

"بات کو طول ہو گیا ہے مگر پیارے ناظرین! جس نے ہندوستان
کی تکلیف دور کرنے کے لئے تن من دھن سب کچھ لگا دیا۔ انسانی
بھلائی میں کوشش کرنا ہی ایشور کی عبادت ہے" یہ عمدہ
مقولہ جس نے اپنے چال چلن کے اندر ڈھال لیا تھا جس کے ہم پلّہ
عاقل عالم فاضل دنیا میں اَور ہوا یا نہیں اس میں شک ہے
جس نے ایک ہی سہارے سے زندگی بھر بڑے بڑے کاموں کو
انجام دیا اور بہشت کی مانند انگلنڈ اور امریکہ نے جس شخص
سے نصیحتیں قبول کیں اور جی کھول کر جس سے عقیدت و ارادت کا
ظاہر کرتے ہیں اور مشکور ہوتے ہیں۔ اور جنہوں نے اُن سے باتیں
کرنے اُسکی نصیحتیں سُننے اور اپنے ملک میں لے جانے کے لئے
بار بار خواہش کی اور مرنے کے بعد اُس کی خوبیوں کو یاد کر کے
روئے اوپر لکھی ہوئی باتیں سب ان ہی نیکیوں کے طفیل سے
کہی گئی ہیں یہی سمجھ کر مجھ کو معاف کریں اور اس طول کلامی سے
ناراض نہ ہوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

× × × × × × × × × × × × ×

اگر اس ملک میں ایک مشہور انگریز کا بت بنایا جاوے تو کتنے ہی عہدہ دار زمیندار اور کتنے ہی خطابی لوگ روپیہ لے کر حاضر ہوں اور فوراً یادگار بن جائے یا اگر راجہ رام موہن رائے جی کی یادگار کے لیئے ایک اعلیٰ حاکم کوشش کرتا تو کبھی کی بن گئی ہوتی - صرف حضور کی خوشی خاطر کے لیئے سب کام بے تکلف بن جاتا ہے - ہم پر لعنت ہے اس خراب حالت میں پڑ کر بھی ہندو قوم کے ہمیشہ رہنے کی اُمید کرتے ہیں! جبکہ ہم میں ایسے کاموں کے لیئے بھیک مانگنے کی طاقت نہیں ہے تب اس قسم کی بات کہنا بھی بھلا نہیں معلوم ہوتا ہے - مگر کوہ آتش فشان کی اُڑتی آگ اور جلتی آگ کے بھڑکتے شعلوں کو کوئی روک نہیں سکتا - بھیک مانگنا دور رہا تدبیر کرنا دور رہا مُنہ سے آواز بھی تو نہیں نکلتی ہے پچھلی سطروں میں خاکستر میں ایک چھوٹی سی چنگاری کی مانند ہیں اگر ان سے کچھ بھی آگ سُلگتی تو خوش قسمتی سمجھی جاتی مگر وہ تاڑ کے پتوں کی آگ کی طرح ذرا بھڑک کر پھر بُجھ گئی - بڑے ہی افسوس کا مقام ہے! افسوس! افسوس! صد افسوس!!! کتنے ہی لوگ گیدڑ رول کی شکلیں بنا کر پوجا کر رہے ہیں مگر شیر کی شکل بنانے کی ہمت نہیں ہے - اس ملک میں انسانی فطرت کا کیسا ستیاناس ہوا ہے - اے یوروپ اور امریکہ! ایک دفعہ ہماری طرف نظر ڈال کر اگر رام موہن رائے کے اہل ملک کی خراب حالت دیکھنا چاہتے ہو تو ہماری طرف ایک دفعہ دیکھو - تمغہ شئے کیونکر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خراب ہوتی ہے - اعلٰے کیونکر ادنٰے ہوتا ہے - انسان کیونکر حیوان
ہوتا ہے - اگر یہ دیکھنا ہے تو ایک دفعہ ہماری طرف دیکھو - پہاڑ
کیونکر گڑھا ہوتا ہے ہیرا کیونکر پتھر ہوتا ہے - انگار کیونکر خاکستر
ہوتا ہے یہ سب ایک دفعہ ہماری ادنٰے قوم کی طرف دیکھ کر
معلوم کرو !!! +

مسٹر رومیش چندر دت سی - آئی - ای سابق کمشنر اڑیسہ حال منشیر
خاص مہاراجہ صاحب گائیکوار بڑودہ نے ۱۹۰۲ء میں ۲۷ ستمبر کو راجہ رام موہن رائے
کی وفات کی یادگار میں جلسہ ہوا تو بحیثیت میر مجلس مفصلہ ذیل تقریر فرمائی -

ہم آج شام کو ایک ایسے شخص کی یادگار کی تقریب میں یہاں
جمع ہوئے ہیں جو شاید انیسویں صدی کا سب سے بڑھ کر ہندوستانی
تھا اور جو دنیا کے ہر زمانہ کے بڑے اور اعلٰے شخصوں میں سے
ایک ہو گذرا ہے - ہم سال بسال ان کی یادگار منا کر اپنی عزت
افزائی کرتے ہیں - اور علاوہ ازیں راجہ رام موہن رائے جیسے
شخصوں کی زندگی اور کام پہ غور کر کے اپنے کام اور کوششوں
میں حوصلہ اور امید حاصل کرتے ہیں - ان بہت سے محبان وطن
کے خیال سے بڑھ کر جو ہم سے پہلے گذرے ہیں اور جن کی مثال
ہمارے سامنے درخشاں ہے آئندہ زمانہ کے لئے ہمارے
دلوں میں اور کوئی چیز زیادہ بشواس اور بھروسہ پیدا نہیں
کر سکتی - میں موجودہ ہندوستان کی تواریخ اسی خیال سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پڑھتا ہوں - میں اس میں صرف لڑائیوں اور فتوحات کا ہی ذکر نہیں دیکھتا بلکہ میں اس میں اپنے ہموطنوں کی ترقی اور اصلاحوں اون کی کامیابیوں کا واضح طور پر بیان دیکھتا ہوں - ہمارا پچھلے سو برس کی نسبت ترقی کے اعلےٰ پلیٹ فارم پر کھڑا ہونا ہمارا اپنی تواریخ و علم ادب کی قدر و منزلت کرنا - اپنے قدیم مذہب کو سمجھنا اور اوس کی قدر کرنا اور اعلےٰ اور مہذب طریقہ انتظام ملکی کا خواہشمند ہونا اُن بہت سے محبانِ وطن کی کوششوں کا نتیجہ ہے - جن میں راجہ رام موہن رائے اوّل اور سب سے بڑھے تھے -

صاحبان یہ موقع نہیں ہے کہ میں اس بانی تہذیب و ترقی کی زندگی کے مفصل حالات بتاؤں - مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اون کی زندگی اور بہت سے کام کرنے والے بزرگوں کیطرح علیحدہ علیحدہ تین حصوں میں تقسیم ہو سکتی ہے - پہلا حصہ اون کے سن پیدائش سنہ ۱۷۷۴ء سے شروع ہو کر سنہ ۱۸۰۰ء تک چلا جاتا ہے اس زمانہ میں وہ علم کے بہت سرگرم متلاشی تھے - کس طرح اس برہمن کے لڑکے نے اپنے گانوں کے مدرسہ میں بنگالی اور فارسی زبان سیکھی کس طرح اس شوقین نوجوان نے پٹنہ میں جاکر عربی اور بنارس میں سنسکرت اور ویدانت فلسفہ حاصل کیا کسطرح یہ خانہ بدوش مسافر ہر مذہب کے رموز حاصل کرنے کے لئے تبت میں جا پہونچا آپ صاحبان کو ان محسن کی زندگی کے حالات میں اکثر بتایا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ان میں گیان حاصل کرنے کی اتنی زبردست خواہش تھی کہ اُس کے لئے اُن کی جان معرض خطر میں پڑ گئی۔ وہ ایک خاتون تبت کی مہربانی سے اپنی جان بچا کر تبت سے نکلے۔ اس مہربانی کو اُنہوں نے تادم زیست یاد رکھا گھر واپس آنے پر انہوں نے انگریزی اور یورپین زبانوں کا مطالعہ شروع کیا اور ہمارا دل اس عجیب شخص کی اس اعلےٰ ذہانت کو دیکھ کر اُس نے بیس بیس کی عمر کے بعد انگریزی شروع کر کے اس میں ایسی اعلےٰ لیاقت پیدا کی تعریف سے پُر ہو جاتا ہے۔

دوسرے حصہ میں یعنے سنہ ۱۸۰۰ء سے سنہ ۱۸۱۴ء تک راجہ رام موہن رائے سرکار انگریزی کی ملازمت میں رہے۔ اس زمانہ کی بابت کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مگر جب ہم یہ تصویر اپنے سامنے لاتے ہیں۔ کہ ہندوستان کا سب سے افضل شخص سررشتہ دار کی حیثیت میں بنگال کے ایک دور دراز ضلع میں ایک بے ریش اسسٹنٹ کلکٹر کے سامنے کھڑا ہے تو ہمیں بے اختیار ہنسی آجاتی ہے کہ دیکھئے نیرنگی زمانہ کیا کیا رنگ دکھاتی ہے۔ ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ ہندوستان کی تواریخ میں بار بار ایسا اتفاق ہوا ہے کہ ہندوستان کے بڑے بڑے رفارمروں نے بہت عاجزانہ زندگی بسر کی ہے۔ گوتم بدھ نے در بدر بھیک مانگی۔ اور بزرگ چیتن مہاپربھو تو ہمیشہ کیرتن ہی کرتے رہتے تھے۔ خیر اب ہم اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ انگریزی سرکار نے رام موہن رائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جیسے قدرتی اعلےٰ عطیات والے شخص کو عزت دے کر اپنی عزت افزائی کیوں نہ کی۔

اُن کی زندگی کا تیسرا حصہ ۱۸۱۴ء سے ۱۸۳۳ء تک کا بیس سال کا عرصہ تھا اور یہ وہ زمانہ تھا جبکہ وہ انگریزی ملازمت سے دست بردار ہو چکے تھے۔ یہ ایک ایسا زمانہ ہے جسے ہم میں سے بہت سے سستی اور آرام طلبی میں گذار دیتے ہیں۔ لیکن رام موہن رائے کی حالت میں یہ زمانہ نہایت مستعدی اور اعلےٰ فضیلت کا زمانہ تھا جو کچھ اُنھوں نے اس زمانہ میں حاصل کیا وہ ہندوستان کی تواریخ کے صفحات پر درج ہے۔ اور وہ ہمیشہ تک اون کے ہموطنوں کو یاد رہے گا اون کا اعلےٰ مقصد اون کی بے بہا اور جد و جہد طریقہ کوششیں اون کا زبردست استقلال اون کی اعلےٰ ذہنی طاقتیں اُن کی لگاتار اپنے ملک کے لئے مشقت اب اس وقت ستر برس کے بعد بھی ہمیں حیران کئے دیتی ہیں انہوں نے ہندوستان کے قدیم اُپنشدوں سے ہندو وحدانیت کی صداقتیں نکال کر مشتہر کیں۔ اُنھوں نے ایسی سخت مخالفت کا مقابلہ کیا جو تقریباً کچلنے والی تھی انہوں نے ڈیوڈ ہیر اور ڈاکٹر ڈف کو ہندوستان میں انگریزی تعلیم کے رواج میں مدد دی۔ انہوں نے اپنے ہموطنوں کی ملکی ترقی کے لئے سمندر پار جا کر انگلستان میں جد و جہد کی۔ رام موہن رائے جیسے شخص کا درشن انگریزوں کے لئے ایک عملی سبق تھا۔ شاہی خاندان نے تپاک سے اُن کا خیر مقدم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیا۔ انگلستان کے بڑے بڑے لوگوں نے اُن کا کھلے ہاتھوں استقبال کیا۔ شاعر کیمبل نے اُن کی تعریف لکھی فلاسفر جریمی بنتھم اُن کو خدمتِ نسل انسان میں اپنا نہایت قابل تعریف اور پیارا ساتھی کہہ کر اُن سے ملاقی ہوا۔

صاحبان میں آپ کا اور زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا کیونکہ میرے بعد اور بھی چند صاحبان تقریر فرمائیں گے۔ لیکن میں اِن تقریر کو اُس اعلےٰ چیز کے متعلق بتلائے بغیر ختم نہیں کر سکتا کہ جس نے راجہ رام موہن رائے کے ہر ایک کام میں جوش پیدا کر دیا اور جس چیز نے ہر ایک مُلک و ہر زمانہ کے مہا پُرشوں کو حوصلہ دیا ہے راجہ رام موہن رائے کو اپنے ملک پر بشواس تھا رام موہن رائے میں فرض کی بجا آوری کے لئے اس قدر زبردست استقلال اور مضبوط ارادہ موجود تھا کہ وہ شکست و ناکامیابی کا نام تک نہ جانتے تھے۔ صاحبان آپ یقین کریں کہ کوئی اعلےٰ مقصد سر انجام نہیں ہو سکتا جب تک کہ اِس قسم کا استقلال اور قوت ارادہ نہ ہو۔ اور میری ہمیشہ سے یہ رائے رہی ہے کہ نیک مقصد کے لئے کشمکش کر کے ہار جانا ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے سے بہتر ہے۔ لیکن اِن بڑے بڑے مسائل میں جو ہمارے سامنے ہیں ناکامیابی کا تو سوال ہی نہیں ہے۔ اور اگر ہم اپنی ساتھ وفادار رہیں اور راجہ رام موہن رائے جیسے استقلال اور بشواس سے کام کریں تو ہمارے مقصد میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو ہماری بھارت ماتا کا کام ہے ضرور بالضرور کامیابی ہوگی۔

آنریبل جسٹس پرتول چند رایم۔ اے۔ بی۔ ایل۔ سی آئی ئی۔ ای جج چیف کورٹ پنجاب نے ۲۲ مئی سنہ ۱۹۰۳ء کو راجہ رام موہن رائے کے ایک یادگاری جلسہ کی کرسی صدارت سے فرمایا۔

"کہ وہ بہت سی زبانوں کے فاضل تھے۔ عربی و فارسی کی لیاقت اُن کو اس پایہ کی تھی کہ لوگ اُنہیں مولوی رام موہن رائے کہا کرتے تھے۔ اگرچہ یورپ میں جسمانی اور ذہنی فضیلت کے لحاظ سے بھی بعض لوگوں کو مہاپُرش کہہ دیتے ہیں مگر ہندوستان میں مہاپُرشوں میں اخلاقی فضیلت کا ہونا ایک لازمی جزو سمجھا جاتا ہے اس لحاظ سے رام موہن رائے ایک مہاپُرش تھے۔ اور غالباً وہ پچھلی صدی کے سب سے بڑھ کر ہندوستانی ہیں اور ان کا ملک پر بہت بڑا احسان ہے اور ہم فخر کرتے ہیں کہ ہم میں ایک ایسا شخص ہو گزرا ہے۔ وہ اعتقاد کے پکّے تھے اور اخلاقی جرأت کے نمونے تھے۔ وہ ملک کے سچّے خیرخواہ تھے۔ اُن کی ہمدردی صرف ہندوستان تک ہی محدود نہ تھی۔ بلکہ اُن کا پریم عالمگیر تھا

آنریبل بابو سریندر ناتھ بنرجی مشہور محب وطن نے جب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۲۷ ستمبر ۱۹۰۴ء کو راجہ رام موہن رائے کے یادگاری جلسہ میں کرسی صدارت کو رونق بخشی تو اُنھوں نے ایک نہایت برجستہ تقریر فرمائی جس میں سے ہم یہاں کچھ غیر مسلسل اقتباس کو لیتے ہیں

آج سے ۷۱ برس پہلے راجہ رام موہن رائے کا برسٹل میں مس کیل کے خوبصورت مکان میں انتقال ہوا۔ اور اوس وقت اون کے انگریزی دوستوں نے اِن کی موت پر آنسو بہائے اور سخت اظہار افسوس کیا۔ مگر اُن کے اپنے ہموطنوں نے اُس وقت اُنھیں خارج از برادری سمجھا ہمارے بزرگ اُن کے ساتھ یہ نہیں کہ صرف کھانا پینا ہی پسند نہ کرتے تھے بلکہ اون سے چھو جانے کو بھرشٹ ہو جانا خیال کرتے تھے۔ آہ آج وہ ہماری نسل کے معزز ہیرو (بہادر) ہیں بلا شبہ وہ انگریزی تعلیم کے سب سے بڑھ کر نتیجہ اور وہ اُن تمام فلاح عام کی تحریکوں کے رہبر تھے جن سے امید ہوتی ہے کہ ہم لوگوں کو بہت کچھ فایدہ پہونچے گا۔ ہم ایسے نیک شخص کو اپنے دل کی شکر گذاری دیتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں کہ ایسے نیک حق پسند اور شریف شخص کے ساتھ ایسا برتاؤ ہوا مگر نسل النسان کا ہمیشہ سے یہی وطیرہ رہا ہے ہم ہمیشہ جس ہانڈی میں کھاتے اس میں چھینک کرتے ہیں اس نیکی کو جو ہمیں نجات کا پیغام پہونچاتی ہے ہم لات مارتے ہیں۔ ہم نسل النسان کے سچے بہی خواہوں کو ایذا پہونچاتے ہیں اور صلیب پر چڑھاتے ہیں۔ انسانی ترقی کی گاڑی کے پہیے ہمارے شہیدوں کے خون سے لتھڑے ہوتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور اُن کی تکالیف کے آنسوؤں سے تر بتر ہیں ۔ آج رات ہم یہاں راجہ رام موہن کی ان بجھی چتا کے گرد جمع ہوتے ہیں نہ صرف اس لئے کہ ہم اپنی گذشتہ غلطیوں کے لئے کفارہ دیں اور قومی ریاضت کا اعلےٰ فرض پورا کریں بلکہ اپنے آئندہ کام کے لئے رہنمائی اور جوش حاصل کریں ....

اس نازک وقت میں ہم کیا کریں ۔ یہ بڑا مشکل مسئلہ ہے ۔ اس مشکل کے وقت میں ہمیں رام موہن رائے کے قدموں میں بیٹھنا چاہئے اور اُس اعلےٰ روح کے ساتھ جوگ استھاپن (قائم) کرنا چاہئے ہماری روحوں کو اُن سے روشنی ملتی ہے اور یہ روشنی سالہا سال کے عرصہ میں سے گزر کر ہم تک آتی ہے ۔ کیونکہ راجہ رام موہن رائے صرف مُلکی معاملات میں ہی نہیں بلکہ اور بہت سے معاملات میں ہمیں روشنی اور جوش عطا کرتے ہیں ۔ یاد رکھنا چاہئے کہ رام موہن رائے صرف برہمو سماج کے بانی اور مجلسی اصلاحوں کے رہبر ہی نہیں تھے ۔ بلکہ ہندوستان میں باقاعدہ ملکی تحریک کے موجد بھی تھے ....

....

یہ تعجب ہے کہ کس طرح اُنھوں نے اُن ملکی مسایل کو جو آج حل طلب خیال کئے جاتے ہیں اتنے عرصہ پہلے سمجھ لیا تھا ..... لوگ آجکل انڈین نیشنل کانگریس پر اعتراضات کرتے ہیں مگر نیشنل کانگریس اُن باقاعدہ انتظامیہ طریقوں کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نتیجہ ہے جو رام موہن رائے کے معزز نام کے ساتھ وابستہ ہیں
.... مگر راجہ رام موہن رائے صرف ملکی تحریک کے
بانی ہی نہیں تھے بلکہ بلحاظ مذہبی اور سوشل رفارمر ہونے کے ان کی
شہرت بہت زیادہ تھی۔ وہ ہماری ہر قسم کی ترقی و بہبودی میں
مستعد تھے۔ ہر ایک کام میں جس سے ہماری بھلائی متصور تھی
خواہ وہ کسی قسم کا کام ہوتا وہ اپنی پوری طاقت لگا دیتے تھے۔
کیونکہ انہوں نے اس صداقت کو سمجھ لیا تھا کہ انسان کی ایک پہلو
کی ترقی میں امداد دینا گویا اوس کی ترقی کے ہر پہلو میں
جان ڈال دینا ہے۔ سوشل رفارم کے بارے میں عورتوں
کے ساتھ ہمدردی گویا ان کی اصلاحوں کی جان تھی......
...... سوشل اصلاح میں اب وہ جوش اور طاقت نہیں
رہی جو پہلے تھی .... مجھے خوف ہے کہ سوشل اصلاح کے
بارے میں بہت کچھ تنزل کی وجہ وہ تحریک ہے جسے ریوائیول
موومنٹ کہتے ہیں (یعنے وہ تحریک جو اصلاح کے برخلاف ہے
اور پرانی باتوں رسوم و رواج کو از سر نو زندہ کرنا چاہتی ہے اس
تحریک نے ہمارے اندر کچھ اس قسم کا یقین پیدا کر دیا ہے
کہ ہمارے تمام رسوم و رواج مکمل ہیں اور یہ ہی بہتر ہے کہ
ہم انہیں جیسا کا تیسا برقرار رکھیں۔ میں اپنی جنم بھومی کی
پرانی روایتوں کی عزت و قدر کرنے میں کسی سے کم نہیں
ہوں ...)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر کوئی قدیم طریق سوائے ضروری تبدیلیوں کے بہت مدت تک قایم نہیں رہ سکتا . . . . ہر ایک طریق میں اگر اُسکو قایم رکھنا منظور ہو تو حالات کے موافق ضروری تبدیلیں کرنی چاہئیں ورنہ ناکامیابی اس کے ماتھے پر لکھی ہوئی ہے راجہ رام موہن رائے کی یہ کوشش تھی کہ ہندو سوسائٹی کو حالات کے موافق تبدیل کریں . . . .

راجہ رام موہن رائے کے قدموں میں بیٹھ کر ہمیں اُن کا اعلےٰ جوش اُن کی حب الوطنی اُنکا صداقت کے لیئے پیار ترقی کے لیئے سرگرمی حاصل کرنی چاہئیں۔ ہمیں ان کی اعلےٰ مثال کے ذریعہ اُبھرنا چاہیئے۔ اور پھر ہم میں آگے چلنے اور دُنیا کی ترقی کنندہ قوموں میں شمار ہونے کا خیال پیدا ہوگا"

مولوی شمس الہدا ایم۔ اے۔ بی۔ ایل وکیل ہائی کورٹ کلکتہ نے مذکورہ بالا یادگاری جلسہ کے موقع پر سکرٹری کو مفصلہ ذیل چٹھی لکھی۔

میں نہایت افسوس کے ساتھ آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میری طبعیت اچانک خراب ہوگئی ہے اور اسلیئے میں اعلےٰ مذہبی رفارمر راجہ رام موہن رائے کی وفات کے سالانہ یادگاری جلسہ میں شامل نہیں ہوسکتا۔ ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ برمھ دھرم کے بانی کی از حد عزت کرے کیونکہ برمھ دھرم سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں جو اسلام کی وحدانیت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے قریب پہونچتا ہو۔"

مسٹر جاہن فاسٹر نے ۸- اکتوبر ۱۸۳۳ء کو اپنے دوست کو اُن کی بابت ایک خط میں مفصلہ ذیل تحریر فرمایا تھا-

مجھے پہلے ہی سے سخت تعصب ان کے برخلاف ہو گیا تھا اور میں اُن سے ملنا نہیں چاہتا تھا- مگر جب وہ ہماری کم سن مالکہ جنابہ مس کیسل صاحبہ کے مکان پر آ رہے تھے تو مجھ سے رہا نہ گیا اُن کے پاس بیٹھ کر آدھ گھنٹہ میں سب تعصب کافور ہو گیا وہ بہت ہی مقبول و مرغوب منش ہیں- یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ فاضل و عالم ہیں- لیکن بے ریا ملنسار اور خلیق بھی پرلے درجے کے ہیں ٭

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باب یازدہم

خاتمہ

پچھلے دس بابوں میں ہم نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ مختصر طور پر راجہ صاحب کے حالات زندگی پبلک پر ظاہر کریں۔ راجہ صاحب کے کام کے ہر پہلو کا کماحقہ بیان کرنے کے لئے فرداً فرداً ایک دفتر چاہیئے مگر ہمارا صرف یہی منشاء تھا کہ عوام پر نہایت اختصار کے ساتھ راجہ صاحب کی زندگی و فضیلت غیر معمولی ذہانت اور دھرم بھاؤ کا اظہار کیا جائے۔ یہ حالات پڑھ کر ناظرین پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ وہ ہندوستانیوں کے سچے بہی خواہ تھے اور جہاں ان کا پسینہ گرتا تھا وہاں اپنا خون بہانے کو تیار رہتے تھے۔ جو کچھ اُنھوں نے تاریکی کے زمانہ میں ہندوستان کے لئے کیا وہ درحقیقت اُن ہی کا حصّہ تھا مگر اون کی ہمدردی صرف ہندوستان ہی تک محدود نہ تھی یا یوں کہو کہ وہ تنگ دل حُب الوطن نہ تھے بلکہ اُن کی محبت عالمگیر تھی وہ تمام دُنیا کو اپنا گھر اور تمام نسل انسان کو اپنی برادری سمجھتے تھے اور وہ اصلی معنوں میں بہی خواہ نسل انسان تھے۔

ہم ذیل میں ان کی تین تحریرات درج کرتے ہیں جنسے یہ معلوم ہو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جائے گا کہ وہ ہندوستان پر کیسے دلدادہ تھے اور یہ کہ اونھوں نے آئیندہ ہندوستانی نسلوں کی اُمنگوں اور ترقی کو کتنے پہلے جانچ لیا تھا۔ ہم اُن کی تعلیمی اصلاحوں کے متعلق اُس چیٹھی کا ذکر کر چکے ہیں جو اونھوں نے ہندوستانیوں کی تعلیم کے متعلق لارڈ ابلہرسٹ صاحب گورنر جنرل ہند کو لکھی تھی۔ ذیل میں ہم اُس کا اُردو ترجمہ سمجھدار اور چنتاشیل لوگوں کے مطالعہ کے لیئے درج کرتے ہیں اُس سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ اُنھوں نے ایک عرصہ دراز پہلے مغربی علوم وفنون کو ہندوستانیوں کی آئیندہ بہتری کے لئے ضروری ولابدی سمجھا تھا۔

ترجمہ چیٹھی انگریزی بنام لارڈ املہرسٹ صاحب بہادر گورنر جنرل ہند۔

"اگرچہ باشندگان ہند اُن خیالات کو کہ جو کہ وہ کسی عامہ تجویز کے متعلق رکھتے ہوں اصرار کے ساتھ گورمنٹ کی اطلاع میں لانے سے جھجکتے ہیں لیکن ایسے حالات بھی ہیں جن میں خاموش رہنا حد ادب سے متجاوز ہونا تصور کیا جائے گا موجودہ فرمانروایان ہندوستان جو ہزارہا میل کے فاصلہ سے ایک ایسی قوم پر حکومت کرنے کے لیئے آئے ہیں۔ جن کی زبان علم ادب۔ طریق واطوار۔ رسم ورواج۔ اور خیالات اُن کے نزدیک قریبًا بالکل نئے اور عجیب ہیں وہ اس مُلک کے باشندوں کے واقعی حالات سے ایسے بے تکلفانہ طور پر واقف نہیں ہو سکتے ہیں جیسے کہ وہ آپ ان سے واقف ہیں۔ پس اگر ہم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنے حکمران کو ایسے ضروری موا قع پر جیسا کہ حال کا موقع ہے ایسے
صحیح معلومات جن سے وہ ایسے تجاویز کے اختراع اور منظور کرنے
کے قابل ہو سکیں جو ملک کے واسطے فایدہ بخش متصور ہوں ہم پہونچانے
اور اس طرح پر اپنے مقامی علم اور تجربہ سے اُن کے فیاضانہ ارادوں
کی جو اس ملک کی نسبت اُنہوں نے ظاہر کئے ہیں تائید کرنے سے
قاصر رہیں تو ہم اُس فرض کے جو خود اپنی نسبت ہم پر واجب ہے ترک
کرنے کے سخت قصوروار ٹھہرتے ہیں اور اپنے حکمرانوں کو ہماری
سرد مہری کی شکایت کرنے کا واجبی موقع دیتے ہیں"

"کلکتہ میں ایک جدید سنسکرت کالج قایم کرنے سے گورنمنٹ
کی اس قابل تعریف خواہش کا ثبوت ملتا ہے کہ وہ باشندگان ہند
کی حالت کی تعلیم کے ذریعہ سے اصلاح کرے یہ ایک ایسی برکت ہے
جس کے واسطے اُنہیں ہمیشہ شکر گزار رہنا چاہئے اور ہر ایک
خیر خواہ نوع انسان ضرور اس بات کا خواہاں ہوگا کہ جو کوششیں
اسکی ترقی کے بارے میں کی جائیں اُن کی ہدایت کیواسطے نہایت
ہی مہذب اصولوں سے کام لیا جائے تاکہ علم کی رَو اُنہی نالوں میں
جاری ہو جو سب سے زیادہ فایدہ رساں ہیں"

"جب اس دار العلوم کی تجویز ہوئی تھی تو ہم لوگوں نے سمجھا تھا کہ
گورنمنٹ انگلستان نے یہ حکم دیا ہے کہ ہر سال ایک بڑی رقم
اسکی ہندوستانی رعایا کی تعلیم و تربیت میں صرف ہو۔ ہمارے دل
سرگرم امیدوں سے بھر گئے تھے کہ اس رقم کے صرف سے صاحبانِ تعلیمیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یورپ میں فضلا نوکر رکھے جائیں گے تاکہ وہ باشندگان ہند کو ریاضی فلسفہ علم طبعی۔ کیمیا۔ تشریح الاجسام اور دوسرے مفید علوم کی تعلیم دیں۔ جن کو باشندگان یوروپ نے ایسے درجہ کمال کو پہونچایا ہے اور جنکے باعث وہ دنیا کے دوسرے حصوں کے باشندوں سے بالاتر ہو گئے ہیں"۔

جبکہ ہم اس خوش آیند امید کے ساتھ اس بات کے منتظر تھے کہ علم کی پونجی بٹنے والی ہے جس کا اس طرح پر بڑھنے والی نسل سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہمارے دل شادمانی اور شکرگذاری کے ملے ہوئے خیالات سے بھرے ہوئے تھے۔ اور ہم نے خدا کا شکر ادا کیا تھا جس نے مغربی دنیا کی سب سے فیاض اور روشن ضمیر قوم کے دل میں اس جلیل الوالعزمی کا خیال پیدا کیا کہ وہ زمانہ حال کے یورپ کے علوم و فنون کا پودہ ایشیا میں نصب کرے"۔

پھر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ اس علم کی تعلیم کے لئے جو پہلے ہی ہندوستان میں رائج ہے ہندو پنڈتوں کے ماتحت ایک سنسکرت سکول قایم کرنے والی ہے۔ اس دارالعلوم سے جو اپنی قسم سے انہی کی مانند ہوگا جو لارڈ بیکن کے زمانہ کے قبل یوروپ میں پائے جاتے تھے صرف اس بات کی توقع کر سکتے ہیں کہ وہ نوجوانوں کے دل کو صرف و نحو کی باریکیوں اور الہیات کے مسایل سے لاد دے جو عملی طور پر اُن کے جاننے والوں یا سوسائٹی کے واسطے مطلق بیفایدہ ہیں۔ اس دارالعلوم میں طلباء وہی باتیں سیکھیں گے جو دو ہزار برس سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

معلوم ہیں اور ان کے علاوہ وہ لاحاصل اور بے معنی موشگافیاں جو اُس زمانہ کے بعد صاحب فکر لوگوں نے نکالی ہیں اور جن کی ہند کے تمام حصوں میں پہلے ہی عام طور سے خوب تعلیم ہو رہی ہے کہ سینگے۔

"یہ بخوبی روشن ہے کہ سنسکرت زبان ایسی مشکل ہے کہ اُسکی تحصیل کے لئے قریباً ایک عمر کا حصّہ درکار ہے اور وہ زمانہ ہائے دراز سے اشاعت علم کے راستہ میں ایک قابل افسوس روک رہی ہے اور وہ علم جو اس پردہ کے اندر کہ جس میں داخل ہونا قریباً ناممکن ہے چھپا ہوا ہے اس بات کے لئے ہرگز کافی نہیں ہے کہ اُس کے حصول کیواسطے جو محنت درکار ہے اُس کا صلہ دے سکے لیکن اگر اُن چند بیش قیمت معلومات کے واسطے جو اس زبان میں ملتے ہیں اُس کو زندہ رکھنا ضروری ہی خیال کیا جاتا ہے تو یہ مقصد بہ نسبت اُس کے کہ ایک جدید سنسکرت کالج قایم کیا جائے دوسرے وسایل سے بہت سہولیت کے ساتھ حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ سنسکرت کے بیشمار فاضل ملک کے مختلف حصّوں میں اس زبان اور نیز علم ادب کی دوسری شاخوں کی تعلیم دینے میں ہمیشہ مصروف رہے ہیں اور اب بھی مصروف پائے جاتے ہیں اور یہی اس جدید دارالعلوم کا مقصد ہونے والا ہے پس اگر یہی مطلوب ہے کہ زیادہ تندہی سے ان کی تحصیل عمل میں آئے تو یہ کام اس طرح پر موثر طور سے انجام پا سکتا ہے کہ انکے سب سے مشہور معلموں کو جو پہلے ہی اپنی مرضی سے اُن کی تعلیم دے رہے ہیں انعامات عطا ہوں اور کچھ وظائف مقرر کئے جائیں اور اس قسم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ صلے حاصل ہونے سے اونہیں اور بھی زیادہ سعی کرنے کی تحریک ہوگی"۔
"بلحاظ ان حالات کے کہ چونکہ گورنمنٹ انگلستان کا منشا رقم مذکورہ باشندگان ہند کی تعلیم و تربیت کے لئے الگ رکھنے سے اپنی ہندوستانی رعایا کی ترقی و اصلاح کا ہے میں اُس آداب کیساتھ جو حضور کی علوئے مرتبت کے شایان ہے اس امر کے بیان کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اگر اُسی تجویز پر جواب منظور کی گئی ہے عملدرآمد ہوا تو اس سے مقصد مجوزہ کے حصول میں کامل ناکامی ہوگی کیونکہ نوجوان آدمیوں کو اس امر کی ترغیب دینے سے کہ وہ اپنی عمر کے سب سے بیش قیمت زمانہ کے بہت سے سال بیاکرن یعنے سنسکرت صرف و نحو کی باریکیوں کی تحصیل میں صرف کریں کسی ترقی و اصلاح کی توقع نہیں کرسکتے جبکہ اُس میں صرف ایسے امور پر بحث کرنا سکھلایا جاتا ہے جسکی ایک مثال ذیل میں درج ہے"۔

کھدا جسکے معنے ہیں کھانا۔ کھدتی وہ مرد یا عورت یا وہ چیز کھاتی ہے۔ سوال آیا یہ معنے کہ وہ مرد یا عورت یا وہ چیز کھاتی ہے لفظ کھدتی سے اُس کی جامع صورت میں حاصل ہوتے ہیں یا اس معنے کے جداگانہ حصے اُس لفظ کے الگ الگ جزو ہے۔ جس طرح انگریزی زبان میں دریافت کیا جاتے کہ ایٹ (کھام) میں کتنا اور ایٹس میں۔ (جسکے اضافہ سے وہ صیغہ واحد غائب حالی کا ہوجاتا ہے) کتنا حصہ معنے (کھاتا ہے) کا شامل ہے؟ اور کہ آیا کل معنے اس لفظ کے اسکے ہر جزو سے اُن کی مفرد صورت میں حاصل ہوتے ہیں یا اُن کو ملا کر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک کر لینے سے"؟

اور نہ ایسے تخیلات سے جیسے کہ ذیل میں بیان کیئے جاتے ہیں اور ویدانت کی طرف سے بطور قابل غور مسائل کے پیش ہوتے ہیں کچھ بڑی ترقی ہو سکتی ہے۔ کس طریقہ سے روح ذات باری میں جذب ہو جاتی ہے؟ ذات باری سے روح کا کیا تعلق ہے؟ اور نہ ویدانت کے یہ مسایل ہی جو لوگوں کو اس امر کے باور کرنے کی تعلیم دیتے ہیں کہ تمام چیزیں جو ہم دیکھتے ہیں حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اور کہ باپ۔ بھائی وغیرہ کا دراصل کوئی سمبندھ نہیں اور اسیواسطے وہ ہماری حقیقی اُلفت کے مستحق نہیں ہیں۔ لہذا ہم جس قدر جلد ان سے چھوٹیں اور دنیا کو چھوڑ جائیں اُسی قدر بہتر ہوگا کس طرح نوجوان آدمی کو سوسائیٹی کا کارآمد رکن بنا سکتے ہیں۔ پھر میمانسا کا پڑھنے والا اس بات کے جاننے سے کہ وہ کیا چیز ہے جو ایک بکرے کے قاتل کو بعض خاص منتر بیدانت کے پڑھنے سے بیگناہ بنا دیتی ہے اور کہ وید کے منتروں کی اصلیت اور اُن کی پھلدا ایک حالت اصل میں کیا ہو وغیرہ انکے ذریعہ کوئی حقیقی منفعت حاصل نہیں کرے گا"۔

"بنارس شاستر کا بدیارتھی جب یہ سیکھ چکا کہ موجودات عالم کتنی خیالی قسموں میں منقسم ہیں اور روح کیا قیاسی رشتہ جسم کے ساتھ رکھتی ہے۔ علے ہذا جسم کا روح کے ساتھ آنکھ کا کان کے ساتھ کیا رشتہ ہے وغیرہ وغیرہ تو اُس کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ اُس کے ذہن نے ترقی کی ہے"۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

"تاکہ حضور پر یہ واضح ہو جائے کہ اس قسم کی خیالی علمیت کو کہ جس کا اوپر بیان ہوا بڑھانے اور ترقی دینے سے کیا فایدہ مترتب ہو سکتا ہے میں استدعا کرتا ہوں کہ حضور علم اور علم ادب کی اُس حالت کا جو لارڈ بیکن کے زمانہ کے قبل یوروپ میں تھی اُس ترقی علم کے ساتھ جو اُس کے زمانہ کے بعد ہوئی مقابلہ کرینگے۔

"اگر قوم برطانیہ کو حقیقی علم سے جاہل رکھنا منظور ہوتا تو معلّموں کے طریقہ کو اُٹھا کر جو جہالت پھیلائے رکھنے کے لئے بہترین طریقہ متصور ہو سکتا تھا اس کی جگہ بیکن کے فلسفہ کو قایم نہ ہونے دیا جاتا۔ اسی طرح اس ملک کو بھی تاریکی میں رکھنے کے لئے سنسکرت کا طریقہ تعلیم سب سے بہتر تصور ہو سکتا ہے لیکن جبکہ گورنمنٹ کا مقصود ہندوستانیوں کی اصلاح اور ترقی ہے تو اُسے ایک آزاد اور مُہذّب طریقہ تعلیم کو جس میں ریاضی۔ فلسفہ طبعی۔ کیمیا۔ تشریح الاجسام اور دوسرے علوم مفیدہ شامل ہوں۔ رواج دینا چاہئے اور یہ مقصود اُن رقوم سے جو تجویز ہوئی ہیں اس طرح پر حاصل ہو سکتا ہے کہ چند ذی علم ذی لیاقت صاحبان کو جنہوں نے یوروپ میں تعلیم پائی ہو ملازم رکھا جائے اور ایک کالج قایم کیا جائے جو ضروری کتب۔ اور آلات۔ اور دوسرے ساز و سامان سے آراستہ ہو"

اس مضمون کو حضور کی خدمت میں گذارش کرنے سے میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے ایک ایسے سنجیدہ فرض کو ادا کیا ہے جو میرے ہموطنوں اور نیز اُن [illegible] حکمرانوں اور [illegible] منصفان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو اہلِ ن کیطرف سے جس نے اپنی خیر سگالی سے اس دور دراز ملک کو اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور باشندوں کی حالت کو ترقی دینے کا متمنّی ہے۔ مجھ پر واجب تھا۔ اور اِسی لئے میں نہایت عجز سے اِس بات کا امیدوار ہوں کہ جن آزادی سے میں نے اپنے خیالات حضور کی خدمت میں عرض کئے ہیں اس کے لئے مجھے معذور سمجھا جائے گا ؛

میں ہوں آپ کا تابعدار

رام موہن رائے"

راجہ صاحب نے اپنے ایک دوست مسٹر ولیم راتھ بون کو سنہ ۱۸۳۲ء میں ریفارم بل کے متعلق ایک چِٹھی لکھی تھی جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اصلاح اور آزادی کے کیسے سچے حامی تھے۔ ہم اُس سے کچھ ذیل میں اقتباس کرتے ہیں۔

"میں اب آپ کو اور لیورپول کے دوسرے دوستوں کو خوشی سے مبارکباد دیتا ہوں کہ باوجود فرقہ اُمرا کی سخت مخالفت اور پولیٹیکل اصول کی کمی کے ریفارم بل کو پوری کامیابی حاصل ہوئی قوم زیادہ عرصہ تک اُن چند آدمیوں کا شکار نہیں رہ سکتی جو پچاس سال سے زیادہ عرصہ سے قوم کو برباد کر کے اپنی کیسہ پُری کر رہے تھے۔ وزیروں نے ایمان داری اور ثابت قدمی سے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ اور لوگوں کو وہ وسایل مہیا کر دیئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں جن سے وہ اپنے حقوق حاصل کر سکیں گے"۔

"چونکہ میں نے عام طور پر یہ عہد کیا تھا کہ ریفارم بل کے شکست پانے کی صورت میں میں اپنا تعلق اس ملک سے منقطع کر دوں گا اسلئے جب تک مجھے نتیجہ سے اطلاع نہ ملی میں نے آپ کو یا لیورپول کے کسی دوسرے دوست کو کچھ نہ لکھا۔ خدا کا شکر ہے کہ میں بھی اب آپ کے ساتھ ایک ہی ملک کی رعیت ہونے کا فخر کر سکتا ہوں اور تہ دل سے اس بات کی خوشی منا سکتا ہوں کہ مجھے ایک قوم کی نہیں بلکہ کل دُنیا کی نجات کے دیکھنے کی بیحد مسرت نصیب ہوئی"۔

جب راجہ صاحب لندن میں مقیم تھے تو مفصلات سے خصوصاً برسٹل سے دھڑا دھڑ بلاوے پر بلاوے آرہے تھے مس کیڈل صاحبہ کی ایک چٹھی کے جواب میں انہوں نے ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۳۲ء کو تحریر فرمایا۔

"عزیز میڈم - میں نہیں جانتا کہ کس طرح پر میں اپنی اُس سرگرم آرزو کا اظہار کروں جو اس امر کی نسبت میں اپنے دل میں محسوس کرتا ہوں کہ [illegible] آپ کی مزید توجہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور عنایت اور مسِ کیسل کی مدارات اور سنجیدہ گفتگو کا تجربہ کروں۔ لیکن باشندگانِ ہند کی طرف سے جو فرض مجھ پر واجب ہے اُس کا خیال اَب تک اِس بات کا مانع رہا کہ میں برسٹل کے سفر کی کوئی تاریخ مقرر کروں۔ اور اِس طرح پر وہ میرے خیال اور میلان دونوں پر غالب آ گیا ہے۔ عام طور پر یہ یقین کیا جاتا ہے کہ بہت بڑے بڑے امور ہندوستان کی نسبت چہار شنبہ آئندہ تک طے ہو جائینگے اور اسی لئے مجھے بہت بڑی امید ہے کہ جمعہ آئندہ تک میں آپ لوگوں سے مِل سکوں۔"

اس اور دیگر تحریروں کے مطالعہ کے بعد اسمیں کچھ بھی شک باقی نہیں رہتا کہ راجہ رام موہن رائے میں جہاں ایک طرف عالمگیر پریم موجود تھا وہاں دُوسری طرف دیش بھگتی بھی اعلےٰ درجہ میں پائی جاتی تھی۔ اُنھوں نے اپنے پیارے مُلک کیلئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ اب بھی اگر ہم اُن کی بیش بہا خدمات کو قبول کر کے اُن کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش نہ کریں تو حیف ہے۔

میں اپنے آپ کو از حد خوش قسمت سمجھونگا اور اپنی محنت سُپھل خیال کرونگا اگر اِس چھوٹی سی کتاب کو پڑھ کر میرے پیارے ہموطنوں کے دلمیں راجہ رام موہن رائے کی عزت اور اُن کے پاک مشن کی قدر پیدا ہو جائے! ایشور پرماتما آشیرباد کریں کہ ہم مہاپُرشوں کی خوبیوں کی صرف تعریف ہی نہ کئے جائیں بلکہ اُن کو اپنی زندگی میں ڈھالنے کی کوشش کریں ٭

اوم شانتی۔ شانتی شانتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اصول برامھو دھرم

(۱) کُل کائینات کو پیدا کرنے والا ایک پرماتما ہے جو کامل ابدی اور لاثانی ہے۔

(۲) وہ قادر مُطلق۔ علیم۔ عادل۔ پاک محبت کُل ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔

(۳) روح انسانی غیر فانی اور لاانتہا ترقی کرنے کی قابلیت و خاصیت سے مشرف ہے۔

(۴) پرماتما سب کا باپ ہے۔ اور سب مرد و عورتیں روحانی آزادی و دھرم جیون حاصل کرنے کے استحقاق میں برابر ہیں۔

(۵) اپنی زندگی میں اعتدال اور کُل مخلوق کے ساتھ اتحاد رکھنا روح کی علّت غائی ہے۔

(۶) اس علت غائی کے موافق عمل کر کے روح اپنے اور اوروں کے لئے مفید ورنہ مُضر بنتی ہے۔

(۷) سادھو مہاتما اور دھرم پُستکیں دھرم جیون حاصل کرنے میں ایک حد تک مددگار ہونے کی وجہ سے شردھا اور تعظیم کے لایق ہیں مگر وہ مُکتی حاصل کرنے کا کامل ذریعہ نہیں ہیں۔

(۸) روحانی عبادت اور پرماتما کی مرضی کے موافق خیال کلام اور عمل کرنا ہی سچّی نجات ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فہرست کتب

برہم پرچارک ... ... قیمت سالانہ عہ/
پندرہ روزہ اردو اخبار ... ... صفحہ ۱۲

براہمو سماج کے متعلق اردو ۔ انگریزی ۔ ہندی کتب لائبریرین پنجاب براہمو سماج انارکلی سے مل سکتی ہیں ۔ دھرم کے متلاشی منگائیں اور پڑھیں ۔

سوانح عمری مہاتما کیشپ چندر سین مصنفہ لالہ رگھوناتھ سہائے بی۔ اے ہیڈ ماسٹر یونین اکیڈمی	۶/	ونیریوبن کی تردید مترجمہ لالہ رام نارائن گپتا بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی	۳/
		دھرم کا روپ وسروپ	۱/
سوانح عمری مہاتما راجہ رام موہن رائے مصنفہ ایضاً	۴/	ملک ہند کے لئے عظیم مسئلہ	۱/
		مشرقی و مغربی دھرم بچار	۱/
سوانح عمری مہرشی دیوندر ناتھ ٹھاکر ،،	۳/	وقت اور اصلاح	۲/
گلدستہ مضامین (زیر طبع) ،،	۴/	برہم دھرم شکھشا	۲/
ایک شریف خاندان کی سرگذشت (زیر طبع)	۴/	سنگیت مالا	۴/
چند شریف ہندوستانی خاتونوں کی سرگذشت (دوسرا ایڈیشن زیر طبع) مصنفہ ایضاً	۴/	گرہ دھرم مصنفہ پنڈت شیوناتھ شاستری مترجمہ شری دھرمے پرکاش دیوجی	۵/
برہمو دھرم کے ویاکھیان (اردو) مترجمہ شری دھرمے پرکاش دیوجی ہر دو حصہ	۸/	دھرم مارگ	۱/
		وشواسی بنے	۴/
سوانح عمری مہاتما بدھ ہر سہ حصہ مصنفہ شری دھرمے پرکاش دیوجی	عہ/	پرارتھنا پستک	۲/

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سچی عبادت	۱۰/	کتھرڈ دی گیٹ آف گڈ	۱۵/
روحانی گلدستہ ہر دو حصہ	۱۰/	اینڈ اسٹائین تھنکیتھ	۱۵/
الیشور پریم اور پاکیزگی	۱/	ان ٹیون وِد دی انفنٹ	۴/
وصال باری	۱۰/	کریکٹر بلڈنگ	۱۵
روحانی عروج	۸/	ایوری ینگ کرچچ	۱۵/
روحانی عروج بندی	۸/	گریٹیسٹ تھنگ } ایور نون	۱۵/
فرائض انسان ہر سہ حصہ	۱۲/		
سوانح عمری بنجمن فرینکلن	۱۲/	وٹ آل دی ورلڈ } اِز اے سیکنگ	۴/
انگریزی کُتب		کیریکٹر مصنفہ ڈاکٹر سمائل صاحب	۸/
کلیات انگریزی الجرام مکہین اے ہر سہ جلد	۵/	گاسپل آف بدھ	۱۲/
انگریزی لیکچر مہاتما کیشب چندر سین } انڈیا و انگلینڈ ہر سہ جلد	۲/	چائیلڈ ہڈ آف دی ورلڈ یا } دنیا کا بچپن	۱۵/
فردوم پاورٹی ٹو پاور	۱۲/	دی آئیڈیل لائف	۸/
اوٹ فردوم دی ہارٹ	۱۵/	نیچرل لا ان دی سپرچیول ورلڈ	۱۲/
آل دیز تھنگس ایڈڈ	۲/	دی جنیٹ لائف	۲/

ملنے کا پتہ

لائبریرین پنجاب آریہ سماج انارکلی لاہور سے طلب کرو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

Entered in Database
24/2/6
Signature with Date

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri